خطباتِ جمعہ

حِصّہ سوم

از

مولٰینا
احمد علی صاحب

سلسلۂ قادریہ راشدیہ

انجمن خدّام الدین
لاہور

فہرست خطبات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمعہ کا پہلا خطبہ (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ
بِنُوْرِ الْاِیْمَانِ وَشَرَحَ صُدُوْرَ الصَّادِقِیْنَ
بِالتَّوْحِیْدِ وَالْاِیْقَانِ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی
عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ
اَجْمَعِیْنَ یَا اَھْلَ الْغَفْلَۃِ وَالْبِطَالَۃِ
وَالْغُرُوْرِ وَیَا اَھْلَ الْجَاہِ وَالْمَالِ
وَالسُّرُوْرِ اِعْلَمُوْا اَنَّ الدُّنْیَا دَارُ
الْفَنَاءِ وَالْغُرُوْرِ وَالْاٰخِرَۃَ دَارُ الْبَقَاءِ

وَالسُّرُوْرِ فَاذْكُرُوْا فَضِيْحَةَ الْقِيَامَةِ
وَالصِّرَاطِ وَالنُّشُوْرِ اَلْآنَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا
يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ يٰاَيُّهَا النَّاسُ
اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ
عَظِيْمٌ۔ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ
عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا
وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى
وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ وَيَوْمَ
يُنَادِي الْمَلِكُ الْجَبَّارُ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اِنَّ اَحْسَنَ الْكَلَامِ
كَلَامُ اللّٰهِ الْعَلَّامِ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ
الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ اِنَّهُ تَعَالٰى
جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَّلِكٌ بَرٌّ رَّبٌّ رَّؤُفٌ رَّحِيْمٌ

جمعہ کا دوسرا خطبہ (۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ
وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ
مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ
فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا
هَادِىَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ

اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ
اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ
يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰى وَصَامَ صَلِّ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ قَعَدَ وَقَامَ وَصَلِّ
كَذٰلِكَ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

وَعَلَى الْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ
الصَّالِحِيْنَ خُصُوْصًا عَلٰى اَفْضَلِ الصَّحَابَۃِ
بِالتَّحْقِيْقِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَبِیْ بَکْرِ اِۨ
الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَعَلٰى
النَّاطِقِ بِالصَّوَابِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ
وَعَلٰى جَامِعِ الْقُرْاٰنِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ
وَعَلٰى اَسَدِ اللّٰهِ الْغَالِبِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ
وَعَلَى الْاِمَامَيْنِ الْهُمَامَيْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِ

نِ الْحَسَنِ وَاَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَیْنِ
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا وَعَلٰی اُمِّهِمَا
سَیِّدَةِ النِّسَاءِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَآءِ
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا وَعَلَی السِّتَّةِ
الْبَاقِیَةِ مِنَ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ رِضْوَانُ
اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰهُمَّ
اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَصْلِحْ
بَالَهُمْ وَوَفِّقْهُمْ لِاِقَامَةِ الْخِلَافَةِ
الْحَقَّةِ عَلٰی مِنْوَالِ الْخِلَافَةِ النَّبَوِیَّةِ
الرَّاشِدَةِ اَللّٰهُمَّ انْصُرْ عَسَاکِرَ
الْمُسْلِمِیْنَ اَیْنَمَا کَانُوْا وَمَنْ کَانُوْا

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ
مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْکَفَرَۃَ الَّذِیْنَ
یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَیُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ
وَیُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَاءَکَ اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ
وَشَتِّتْ شَمْلَھُمْ وَخَرِّبْ دِیَارَھُمْ وَاَھْلِکْھُمْ
کَاَھْلَاکِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ تَعَادَلُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ
یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی
عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ
تَذَکَّرُوْنَ ـ اُذْکُرُوا اللّٰہَ الْعَلِیَّ الْعَظِیْمَ یَذْکُرْکُمْ
وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی
اَعْلٰی وَاَوْلٰی وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَھَمُّ وَاَکْبَرُ وَاللّٰہُ

یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝

(سوار یونیکیپٹل پرنٹنگ پریس لاہور)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ

خطبات جمعہ

(حصہ سوئم)

ع — مولانا احمد علی صاحب

امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ لاہور

المشتہر سلسلہ قادریہ راشدیہ

دفتر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ

لاہور

بار اول دو ہزار — قیمت ایک روپیہ

انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور کا مطبوعہ

قرآنِ عزیز

جس پر حضرت مولانا الحاج احمد علی صاحب

امیر انجمن خدام الدین کا آسان ترجمہ سلیس اردو میں

حاشیہ پر ربط آیات۔ ہر سورۃ کا عنوان ہر رکوع کا

خلاصہ اور ماخذ درج ہیں۔

حواشی سارے ہندوستان اور پاکستان کے علماء کرام

کے مصدقہ ہیں ؛

تقطیع $\frac{22 \times 29}{8}$ ہدیہ مجلد پارچہ چھ روپے آٹھ آنے ۶/۸/۰

〃 〃 چرمی سات روپے آٹھ آنے ۷/۸/۰

ملنے کا پتہ: ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین لاہور

(کوآپریٹو کیپیٹل پرنٹنگ پریس لاہور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ یوم الجمعۃ

۲۰ صفر ۱۳۷۰ھ یکم دسمبر ۱۹۵۰ء

موت

برادرانِ اسلام - آج کی معروضات کا عنوان "موت" ہے آپ جانتے ہیں موت ایک ایسی چیز ہے - جس کا تعلق ہر ایک انسان سے ہے - اِس لئے موت کے متعلق جو ضروری معلومات ہیں - ہر ایک اِنسان کو ان کا معلوم ہو جانا مفید اور نتیجہ خیز ہو گا ۔

قولہ تعالےٰ :- وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ

(اے ایمان والو) اور اس میں سے خرچ کرو - جو ہم نے تم کو روزی دی ہے - اس سے پہلے کہ کسی کو تم میں سے موت آجائے - تو

اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ؀
سورۃ المنافقون رکوع ۲

کہے۔ اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لئے ڈھیل کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں ہو جاتا ؛

موت کی دو قسمیں

برادرانِ اسلام۔ اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں۔ اِس قا[عدے] کے مطابق موت کی بھی دو قسمیں ہونی چاہئیں۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں غور سے دیکھا جائے تو واقعی موت کی بھی دو قسمیں نظر آتی ہیں۔ موت محمود یا موت مذمو[م] کہہ لیجئے۔ یا اچھی اور بُری موت کہہ لیجئے۔ دونوں الفاظ استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

موت محمود والوں کے اوصاف

قولہٗ تعالےٰ :۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؀ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ

کہہ بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اِس کا

اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ. سورۃ الانعام رکوع نمبر ۲۔

کوئی شریک نہیں، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا۔ اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

نتیجہ

سید المرسلین خاتم النبیین رحمتہ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی اور موت دونوں ہی محمود اور قابل رشک ہیں۔ اسی لئے آپ کی اُمّت کو آپ کا نمونہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لہذا جو شخص اپنی موت محمود بنانا چاہتا ہے۔ اسے اپنی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری بنانا چاہیئے۔

قولہ تعالیٰ:۔ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کرکے نکلے۔ پھر اس کو موت پالے۔ تو اللہ کے ہاں اس کا ثواب ہوچکا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ النساء رکوع ۱۴)۔

نتیجہ

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے گھر

سے نکل کر باہر جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ مر جائیں تو اِن کا ثواب اللہ تعالےٰ انہیں ضرور دیں گے۔

اللہ کی راہ میں سفر کرنیوالے

۱۔ مجاہد۔ جو اللہ تعالےٰ کے دین کی حفاظت کرنے کے لئے میدانِ جنگ میں جائے۔

۲۔ حاجی۔ جو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے حج کرنے کے لئے جائے۔

۳۔ عالم دین۔ جو محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے دین کی تبلیغ کے لئے جائے۔

۴۔ طالب العلم۔ جو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے دین کا علم پڑھنے کے لئے جائے۔

علیٰ ہذا القیاس

۵۔ جو شخص بھی اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کسی کام کے لئے گھر سے باہر جائے۔ وہ فی سبیل اللہ کہلائیگا مثلاً آجکل رضاکارانِ احرار سیلاب میں تباہ ہونے والے مسلمانوں کے مکانات تعمیر کرنے کے لئے باہر جاتے ہیں۔ یہ بھی فی سبیل اللہ ہی میں شمار

ہوں گے۔ جو شخص بھی فی سبیل اللہ سفر کرے۔ اور اسی سفر میں موت آئے تو وہ موت محمود ہوگی۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو موت محمود سے دنیا سے رخصت ہونے کی نعمت نصیب فرمائے۔ آمین۔

موت محمود کی اور قسمیں

عن جابر بن عتیک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشہادۃ سبع سوی القتل فی سبیل اللہ المطعون شہید والغریق شہید و صاحب ذات الجنب شہید والمبطون شہید و صاحب الحریق شہید والذی یموت تحت الھدم شہید والمرأۃ تموت

جابرؓ بن عتیک سے روایت ہے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں قتل ہو جانے والے شہید کے سوا شہادت کی اور سات قسمیں ہیں۔ طاعون سے مرنیوالا شہید ہے۔ ڈوب کر مرنیوالا شہید ہے نمونیہ سے مرنیوالا شہید ہے۔ اور پیٹ کی بیماری والا شہید ہے۔ جل کر مرنیوالا شہید ہے اور وہ جو دب کر مر جائے شہید ہے اور عورت جو زچگی کی حالت میں مر جائے شہید ہے۔

بِجُمْعٍ شَہِیدٌ ہ
رواہ مالک وابوداؤد و
النسائی +

موت مذموم

قولہ تعالےٰ:۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ہ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ہ
سورۃ البقرہ رکوع ۱۹

بیشک جنہوں نے انکار کیا اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے تو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی۔ وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا۔ اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے +

الحاصل

حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کے تسلیم کرنے سے انکار کرنے پر انسان لعنت کی موت مرتا ہے۔ اور جہنم رسید ہو جاتا ہے۔ ہمارے پنجاب کے زمینداروں اور جائداد والوں کو اللہ ہدایت دے۔ اور بیٹیوں اور

بہنوں کو باپ کی جائداد سے حصہ دیدیں۔ اور رواج کو ترک کردیں۔ ورنہ موت لعنت کی موت ہوگی +

قولہٗ تعالےٰ:۔ وَلَوْ تَرٰی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ

سورۃ الانعام رکوع ۱۱

اور اگر تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے۔اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہوں گے کہ اپنی جانوں کو نکالو۔آج تمہیں ذلت کا عذاب ملیگا۔اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے۔اور اس کی آیتوں کے ماننے سے تکبر کرتے تھے۔

حاصل

اس آیت سے حاصل یہ نکلا کہ جو لوگ احکام الٰہی کو تسلیم کرنے میں اپنی ذلت خیال کریں۔ اور اسلام کی مخالفت کرنے میں اپنی عزت خیال کریں۔ اس قسم کے متکبرین کی موت مذموم ہو گی۔ مثلاً عام طور پر مسلمان ختنہ۔ منگنی۔ شادی اور موت کے موقع خلاف شرع رسوم کو اپنی عزت خیال کرتے ہیں۔ اور اتباع شریعت کو موجب توہین سمجھتے ہیں۔ چنانچہ شادی سے پہلے ڈھولک

بجانا۔ باجہ بجانا۔ دولھا کے سر پر سہرا باندھنا وغیرہ رسمیں کافروں کی ہیں۔ مگر ان کے ادا کرنے کو اپنی عزت اور ان کے ترک کرنے کو ذلت خیال کرتے ہیں +

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ ہوتی ہے۔ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا ہوتی ہے۔ جن کی موت محمود ہوگی ان کے حق میں قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہو گی۔ اور جن کی موت مذموم ہو گی۔ ان کے حق میں قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہو گی +

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

خطبۃ یوم الجمعۃ

۲۷ صفر ۱۳۷۰ھ ۸ دسمبر ۱۹۵۰ء

اصلی عزت

قولہ تعالےٰ :- اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ — وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ کیا

الْمُؤْمِنِيْنَ ط اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ (سورۃ النساء رکوع ۲۰)

ان کے ہاں عزت چاہتے ہیں سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔

برادرانِ اسلام! آج کی معروضات کا عنوان اصلی عزت ہے۔ اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے کہ میں نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں۔ لہذا عزت کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم کی عزت اصلی سچی۔ کھری اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اس کے مقابلہ میں دوسری قسم کی نقلی۔ جھوٹی۔ کھوٹی۔ اور چند روز کے بعد چھن جانے والی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ ہر عقلمند۔ اصلی۔ سچی۔ کھری اور ہمیشہ رہنے والی ہی کو پسند کرے گا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ انسان دھوکہ کھا جائے۔ اور نقلی کو اصلی۔ جھوٹی کو سچی کھوٹی کو کھری۔ اور فنا ہو جانے والی کو ہمیشہ رہنے والی خیال کرے۔ مسلمانوں کو دھوکہ سے بچانے کے لئے ہی آج اس عنوان کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں

دونوں نمونے

واقعہ یہ ہے کہ اس جہان میں ہمیشہ سے دونوں نمونے چلے آرہے ہیں۔ کھری عزت والے بھی ہمیشہ سے آرہے ہیں۔ اور کھوٹی عزت والے بھی نسلاً

بعد نسل چلے ہی آتے ہیں +

حضرت نوح علیہ السلام

کے زمانہ میں جو واقع ہوا۔ وہ سورۃ ہُود کے رکوع ۳ پارہ نمبر ۱۲ میں ہے۔ طوالت کے خوف سے فقط آیات کے ترجمہ پر اکتفا کرتا ہوں +

اور ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا بے شک میں تمہیں صاف ڈرانے والا ہوں ۲۵ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو بیشک میں تم پر درد ناک دن کے عذاب سے ڈراتا ہوں ۲۶ پھر اس کی قوم کے جو کافر سردار تھے وہ بولے۔ ہمیں تو تم ہم جیسے ہی ایک آدمی نظر آتے ہو۔ اور ہمیں تو تمہارے پیرو وہی نظر آتے ہیں جو ہم میں سے رذیل ہیں۔ وہ بھی سرسری نظر سے۔ اور ہم تم میں اپنے سے کوئی فضیلت نہیں پاتے۔ بلکہ تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں + ۲۷

حاصل

یہ ہے کہ نوح علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں

کو کافروں کے سردار حقارت اور ذلت کی نگاہ سے
دیکھ رہے ہیں۔ نوح علیہ السّلام سے کہتے ہیں کہ تم
جھوٹے ہو۔ اور ان پہ ایمان لانے والوں کو رذیل
اور ذلیل سمجھتے ہیں۔

نتیجہ

آپ نے دیکھا کہ پھر نتیجہ کیا نکلا کہ حضرت نوح
علیہ السّلام اور ان کے تابعداروں کو اللہ تعالٰے نے اپنے
فضل سے غرق ہونے سے بچالیا۔ اور جو اپنے آپ کو
معزز خیال کرتے تھے انہیں غرق کر دیا گیا۔ چنانچہ
نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ملتا ہے۔ سورۃ ہود
رکوع ۴۔

اور ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے
کشتی بنا۔ اور ظالموں کے حق میں مجھ سے
کوئی بات نہ کر۔ بیشک وہ غرق کئے جائینگے
(۳۷) اور وہ کشتی بناتے تھے۔ اور جب اسکی
قوم کے سردار اس پہ گذرتے اس سے ہنسی
کرتے۔ کہتے۔ اگر تم ہم پہ ہنستے ہو تو ہم بھی تم پہ
ہنسیں گے۔ جیسے تم ہنستے ہو (۳۸) تمہیں جلدی
معلوم ہو جائے گا کہ کس پہ عذاب آتا ہے

جو اسے رسوا کرے گا۔ اور کس پر دائمی عذاب اترتا ہے۔ (۲۹)

بالآخر

جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کشتی مکمل کرلی خدا نے زمین کی سوتیں کھول دیں اور آسمان سے پانی برسایا ڈیڑھ سو دن تک پانی کی باڑھ زمین پر رہی۔ اور پانی زمین پر بے انتہا بڑھ گیا۔ اور سب اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے ہیں پندرہ پندرہ ہاتھ پانی اُن کے اوپر چڑھ گیا۔ اور ہر ایک جاندار جو خشکی پر تھا اور کل انسان مر گئے۔ سوائے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے تابعداروں کے اور کوئی بھی نہ بچ سکا۔

عبرت

برادران اسلام آپ نے دیکھا۔ جو لوگ اپنے آپ کو معزز سمجھتے تھے۔ وہ دنیا میں ذلت اور لعنت کی موت سے مرے اور ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بن گئے۔ اور جو خدا پرست تھے۔ وہ دنیا میں بھی عذاب الٰہی سے بچ گئے۔ اور اپنے پیغمبر کے اتباع کی برکت سے آخرت میں بھی بہشت کے وارث بن گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسےٰ علیہ السّلام کے واقعہ میں بھی دونوں نمونے پائے جاتے ہیں۔ سورہ زخرف کے رکوع ۵ پارہ ۲۵ میں ارشاد ہے۔

اَور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے امرائے دربار کی طرف بھیجا تھا۔ سو اس نے کہا کہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں (۴۶) پس جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا۔ تو وہ اس کی ہنسی اڑانے لگے (۴۷) اور ہم ان کو جو کوئی نشان دکھاتے تھے تو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتی تھی۔ اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تاکہ وہ باز آجائیں (۴۸) اور انہوں نے کہا اے جادوگر اپنے رَب سے ہمارے لئے اس عہد سے جو تجھ سے اس نے کیا ہے دعا کر۔ ہم ضرور راہ پر آجائیں گے (۴۹) پھر جب ہم ان سے عذاب ہٹا لیتے تو اسی وقت عہد کو توڑ دیتے (۵۰) اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہدیا۔ اے میری قوم۔ کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں۔ اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہ رہیں۔ پھر تم کیا نہیں دیکھتے (۵۱) کیا میں اس سے

بہتر نہیں ہوں جو ذلیل ہے۔ اور صاف بات بھی نہیں کہہ سکتا (۵۲) پھر اس کے لئے سونے کے کنگن کیوں نہیں اتارے گئے۔ یا اس کے ہمراہ فرشتے پرے باندھے ہوئے آئے ہوتے (۵۳) پس اس نے اپنی قوم کو احمق بنا دیا۔ پھر اس کے کہنے میں آ گئے۔ کیونکہ وہ بدکار لوگ تھے (۵۴) پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا۔ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا (۵۵)

نتیجہ

فرعون اور اس کے امرائے سلطنت حضرت موسٰی علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو ذلیل سمجھتے تھے۔ بالآخر حضرت موسٰے علیہ السلام کے جھٹلانے اور اللہ تعالیٰ سے اپنا بندگی کا تعلق درست نہ کرنے کے باعث فرعون مع اپنے امراء سلطنت کے بحیرہ قلزم میں غرق ہو کر دنیا میں لعنت کی موت سے مرتا ہے۔ اور ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے لئے اپنا ٹھکانا بنا کر جاتا ہے۔ اور وہ موسٰی علیہ السلام جنہیں وہ ذلیل سمجھتا تھا۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں وہ مقبول ہیں۔ دنیا میں بھی مرحوم و منصور تھے۔ اور آخرت میں بھی جنت الفردوس کے وارث ہوں گے

آخری عرضداشت

میرے معزز بھائیو۔ اللہ تعالےٰ سے دعا کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں وہ عزت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو مرتے دم تک ساتھ رہے۔ اور قبر میں بھی ساتھ جائے میدان حشر میں ساتھ ہو۔ اور جنت میں جا پہنچائے۔ اور وہ فقط قرآن مجید کو معمول بہ بنانے اور سیدالمرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پہ چلنے ا ہی سے حاصل ہو گی۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ۔

خُطْبَۃُ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ

۵ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ ۱۵ دسمبر ۱۹۵۰ء

مسلمان کس جماعت (سوسائٹی) میں رہے

قولہ تعالےٰ:۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ

تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی

يُرِيدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًاهٗ۔

سورۃ الکہف رکوع ۴

چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو اِن سے نہ ہٹا کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گذرا ہوا ہے ؎

بلیشمار جماعتیں (سوسائٹیاں)

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین۔ میری آج کی معروضات کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان کو کس جماعت (سوسائٹی) میں شامل ہو کر دنیا میں زندگی بسر کرنی چاہئے۔ اس چیز کے عرض کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے۔ کہ دنیا میں بیشمار جماعتیں (سوسائٹیاں) ہیں۔ اور انسان دوسرے حیوانات کی طرح نہیں ہے۔ کہ فقط نر اور مادہ کا جوڑا مل جائے تو زندگی خوشگوار بسر ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اتنی ضرورتوں کے ساتھ جکڑ بند کر دیا ہے کہ اکیلا ان ضرورتوں کو پورا کر ہی نہیں سکتا۔ جب تک کہ

دوسرے اِنسان اس کے ساتھ تعاون نہ کریں۔ مثلاً
اِنسان کو جوتے کی بھی ضرورت ہے۔ کیونکہ اس کے پاؤں
کے تلوے۔ گھوڑے۔ گدھے۔ خچر۔ گائے اور بھینس کے
سے نہیں ہیں کہ انہیں کانٹا نہ چبھے۔ اسے کپڑے کی
بھی ضرورت ہے۔ کپڑا کپاس سے بنتا ہے۔ اور کپاس
بنولے بونے سے حاصل ہوتی ہے۔ حاصل یہ نکلا کہ کپڑے
کے لئے کاشتکاروں کی ضرورت ہے۔ اور کاشتکاری کیلئے
بیلوں اور ہلوں کے علاوہ اور بیسیوں چیزوں کی ضرورت
ہے۔ کاشتکاری کی بعض چیزیں لوہے کی ہوتی ہیں۔ جن کیلئے
لوہار چاہیئے۔ بعض لکڑی کی ہوتی ہیں۔ جن کے بنانے کے
لئے بڑھئی کی ضرورت ہے۔ اب خیال فرمایئے بطور نمونہ
انسان کی دو تین ضرورتیں جو میں نے عرض کی ہیں۔ ان کیلئے
موچی۔ بڑھئی۔ لوہار۔ کاشتکار کی ضرورت ہے۔ کیا ایک
اِنسان اپنی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لئے یہ سب ہنر
سیکھ سکتا ہے۔ اور اگر بالفرض سیکھ بھی لے تو کیا اِن
سب کو اپنے ہاتھ سے کر کے کامیاب ہو سکتا ہے۔ ہرگز
نہیں۔ کسی عقلمند نے سچ کہا ہے۔ ہر کہ یک کرد۔ کرد۔ ہر کہ دو
کرد۔ چیزے کرد۔ و چیزے نہ کرد۔ ہر کہ سہ کرد۔ ہیچ نہ کرد۔
ترجمہ:۔ جس شخص نے ایک کام اختیار کیا تو اسے

تکمیل پہ پہنچا ئیگا۔ جس نے دو کام کئے۔ دونوں ادھورے رہیں گے۔ جس نے تین کام شروع کئے وہ ہر ایک کام میں نقصان اٹھائے گا۔ اور تکمیل پہ کسی کو بھی نہ پہنچا سکیگا

لہذا

سب انسان مل جل کر رہیں گے اور ضروریات کے پورا کرنے میں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے۔ ایک جگہ اکٹھا رہنے کے باعث پھر آپس میں ملنے جلنے سے مختلف جماعتیں بن جائیں گی۔ ضروریات زندگی پوری کرنے کے لئے تو وقتی طور پہ ایک آدمی کئی دروازوں پہ جائے گا۔ مثلاً صبح اٹھنے کے بعد لکڑیاں لینے کے لئے چوب فروش کے ہاں جائے گا۔ سبزی لینے کے لئے سبزی فروش کی دوکان پہ جائیگا۔ گوشت خریدنے کے لئے قصاب کے پاس جائے گا۔ نمک۔ مرچ۔ ہلدی خریدنے کے لئے کسی اور دوکاندار کے پاس جائے گا۔ جوتا خریدنے کے لئے جفت فروش کے ہاں پہنچے گا۔ کپڑا خریدنے کے لئے بزاز کے دروازہ پہ جائیگا کسب معاش کے لئے۔ دفتر۔ بازار یا منڈی میں جائے گا۔

کشش اضطراری

برادران اسلام۔ ان سب دروازوں کی کوچہ نوردی

انسان کو مجبوراً کرنی پڑتی ہے ۔ یا خود ان دروازوں پر جائیگا یا اپنا نائب مثلاً نوکر بھجوائیگا ۔ ان دروازوں پر جانے کیلئے انسان مجبور ہے ۔ ورنہ اس کی ضروریات زندگی پوری نہیں ہو سکیں گی ۔ اس جبری کشش کو کشش اضطراری کہا جائے گا ۔ میں جو کچھ آج عرض کر رہا ہوں ۔ اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے ۔ کہ انسان اپنی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لئے نہ کہیں جائے ۔ اور نہ کسی انسان سے تعلق ہی رکھے ۔ اسی کو شریعت میں رہبانیت کہا جاتا ہے ۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اُمّت کو رہبانیت سے منع فرمایا ہے ۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین نے اپنی زندگی کا یہ پروگرام بنایا تھا کہ رات کو ہمیشہ شب بیدار رہیں گے ۔ اور دن کو روزہ دار رہیں گے ، جب آپ کو اس کا علم ہوا ۔ تو آپ نے انہیں منع فرمایا کہ :۔

اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ۔	بے شک تمہارے نفس کا تم پر
وَاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا ۔	حق ہے ۔ اور تمہاری بیوی کا
وَاِنَّ لِضَيْفِكَ اَوْ لِزَوْرِكَ	تم پر حق ہے ۔ اور تمہارے
عَلَيْكَ حَقًّا ۔	مہمان کا تم پر حق ہے ۔

آپ کے فرمان کا مطلب یہ تھا کہ اگر تم رات کو شب بیدار رہے

نہ دِن کو کام کاج کس طرح کرسکو گے۔ اور کام کاج کچھ نہ کیا تو بیوی بچوں۔ مہمانوں کی خدمت کہاں سے کروگے؟

کشش اختیاری

برادران اسلام۔ ضرورت معاشی کے لئے تو خدا جانے انسان کتنے گلی کوچوں کی خاک چھانتا ہے۔ اور کتنی چوکھٹوں پہ جھکتا ہے۔ اور روزانہ کتنی سڑکوں پہ گشت کرتا ہے آج یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انسان ان مجبوریوں کے حکم سے گذرنے کے بعد اپنی طبیعت میں ایسا ذوق سلیم پیدا کرے کہ اس کی طبیعت میں کشش اختیاری ایسے ماحول کی طرف ہو۔ جس کی طرف اللہ جلّ شانہٗ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔ جو میں نے آج کے خطبہ کے ابتدا میں نقل کی ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ۔ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضا مندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ تو دنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے اور اس شخص کا کہنا نہ مان۔ جس کے دِل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ اور اپنی خواہش کے تابع

ہوگیا ہے۔ اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے

آیت کا حاصل

۱۔ جو لوگ صبح اور شام خدا کو یاد کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

(۲)۔ جن کی زندگی کا مقصد فقط اللہ جل شانہٗ کو ہی راضی کرنا ہے۔

(فقط اس جماعت (سوسائٹی) میں نشست وبرخاست رکھو)

۳۔ ان اللہ والوں کے سوا اور کسی جماعت میں شامل نہ ہو۔

(۴) خدا تعالےٰ کی یاد سے غافل ہونے والے انسان کا کہا نہ مان (جو اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار نہیں۔ بلکہ) اپنی خواہش (نفسانی) کا تابعدار ہے۔

جماعت (سوسائٹی) کی تعیین

آیت مذکورہ کا جو حاصل عرض کیا گیا ہے۔ اس میں اس بات کی تعیین ہو گئی ہے کہ مسلمان کو اپنی نشست وبرخاست کن لوگوں میں رکھنی چاہیئے۔ اور اسے دنیا کی ضرورتوں سے فارغ ہو جانے کے بعد کس جماعت

میں اپنی زندگی کے لمحات بسر کرنے چاہئیں۔

حِکمت

مسلمان پر خدا یاد کرنے والی جماعت (سوسائٹی) میں رہنے کی پابندی کیوں عائد کی گئی ہے۔ اس کی حکمت عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ حکیم ہے۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا مسلمان کا فرض تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا حکم معلوم ہونے کے بعد اسے فوراً مان لے۔ اس کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اگر نہ سمجھ میں آئے تو اپنی عقل کو ناقص خیال کرے اور حکم الٰہی کو ضرور کسی مصلحت اور حکمت پر مبنی ہونیکا یقین رکھے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ اپنے ارشاد کی مصلحت بھی سمجھا دے تو یہ اس کا خاص فضل ہے۔ غرض یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اِنسان کی طبیعت ایسی بنائی کہ جس جماعت میں اسے رہنے سہنے کا موقعہ ملے۔ اس جماعت کی صحبت کے اثرات بے ساختہ ان کی طبیعت میں آجاتے ہیں۔ اور اس جماعت (سوسائٹی) کے خُوبُو سے متاثر ہوتے ہوتے آہستہ آہستہ اسی سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ جس میں وہ جماعت ڈھلی ہوئی ہے۔ البتہ حضرات

انبیاء علیہم السلام اور ان کے بعد اللہ تعالےٰ کے
صاحبِ استقامت مقبول بندے اس تأثر سے یقیناً
بری اور پاک ہوتے ہیں۔ یہ حضرات دوسروں کا رنگ
نہیں لیتے۔ بلکہ اپنا رنگ ان پر چڑھاتے ہیں، جب
اِنسان کی فطرت ہی ایسی ہے کہ دوسروں سے عادات
واطوار خو اور بو کا اثر لیتا ہے تو حکمت الٰہی کا تقاضا ہوا
کہ چونکہ اِنسان دُنیا میں خدا یاد کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے
اور اسی خدا پرستی پر ہی اس کی دنیا کی راحت اور آرام اور
آخرت کی نجات کا مدار ہے۔ اِس لئے اسے حکماً ایسی جماعت
(سوسائٹی) میں رہنے سہنے کا حکم دیا جائے۔ جو خدا پرست
خدا یاد کرنے والی۔ خدا سے ڈرنے والی۔ خدا سے محبت رکھنے
والی ہو۔ اور یہ پابندی اللہ تعالےٰ کی رحمت اور اس کا احسان ہے،
جس طرح ماں. باپ ناتجربہ کار بچے کو غلط راستہ سے ہٹاتے
ہیں۔ اور سیدھے راستہ پر چلنے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔
ماں باپ کا یہ جبر بچے کے لئے رحمت ہے۔ بعینہٖ اسی
طرح اس پابندی میں اللہ تعالےٰ کی رحمت کا جلوہ ہے
جو لوگ اس پابندی کو نباہینگے۔ ان کی دنیا بھی سنور
جائے گی۔ اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی سے بچ جائیں گے۔
اور جو اس پابندی سے جی چرائیں گے اور خدا پرستوں

کی بجائے فاسق ۔ فاجر۔ کافر ۔ اور دہریوں کے ساتھ ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہو کر زندگی بسر کریں گے۔ ان کی دنیا کی زندگی بھی تلخ گذرے گی ۔ اور آخرت میں بھی ذلیل و خوار ہوں گے ۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

قرآن مجید کی شہادت

برادرانِ اسلام ۔ آج جو کچھ عرض کیا گیا ہے ۔ اس کے متعلق مزید شہادت قرآن مجید سے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

قولہ تعالیٰ :۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ	تمہارا دوست تو اللہ اور اس کا
وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا	رسول اور ایماندار لوگ ہیں
الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ	جو نماز قائم کرتے ہیں ۔ اور
وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ	زکوٰۃ دیتے ہیں ۔ اور وہ
رَاکِعُوْنَ)	عاجزی کرنے والے ہیں
سورۃ المائدہ رکوع ۸)	

حاصل

اس آیت کا حاصل یہ ہے ۔ کہ مسلمانوں کو چاہیئے ۔ کہ فقط اللہ جل شانہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم اور مسلمانوں میں سے ان لوگوں سے دوستی رکھیں جو ایماندار ہوں ۔

اور اسلام کے رکنوں (نماز - روزہ - حج - زکوٰۃ) کے پابند ہوں - اور بے دینوں سے زیادہ میل جول نہ رکھیں ؛

حدیث شریف کی شہادت

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَ نَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَکَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْہُ وَ اِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا طَیِّبَۃً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ وَ اِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَۃً -

(متفق علیہ)

ابی موسٰی سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک اور بد ہم نشین کی مثال ایسی ہے جس طرح ایک کے پاس کستوری (مشک) ہو ۔ اور دوسرا لوہار کی بھٹی کی کھال پھونکنے والا ہو کستوری والا یا تمہیں عطیہ کے طور پر دیگا ۔ اور یا تو اس سے خرید کریگا ۔ اور یا اس سے عمدہ خوشبو تمہیں آئیگی (یعنی اس نیک آدمی کی صحبت سے اگر کوئی فیض یا نعمت نصیب نہ بھی ہوئی تو یہ بھی کافی ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے سے کوئی گناہ تو نہیں ہوا ۔ اور وہ وقت گناہوں سے پاک رہ کر گذرے گا) اور لوہار کی بھٹی کی کھال پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلا دیگا ۔ اور یا تمہیں بدبو تو آئے گی (یعنی

بُرا ہم نشین یا تو تمہیں نقصان پہنچائے گا۔ اور تیرے وقت کو ضائع کرے گا۔ اور تمہارے تقویٰ کے لباس کو جلا دے گا۔ اگر یہ بھی ہوا۔ تو اس کی باتوں سے طبیعت کا مکدر ہونا اور روح پر بُرا اثر پڑنا یہ کونسا تھوڑا نقصان ہے)

نتیجہ

میرے بھائیو اور بہنو! آپ نے دیکھا کہ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ہم مسلمانوں کو نیکوں کی صحبت میں اٹھنے بیٹھنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ اور بے دینوں کی صحبت سے کنارہ کشی کا حکم دیا ہے

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی
من یشاء الیٰ صراط مستقیم

خطبۃ یوم الجمعۃ

۷ر جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ ۱۶ر مارچ ۱۹۵۱ء

قیامت کے دن کا الیکشن

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین۔ آپ نے گذشتہ ہفتہ

لاہور میں مردانہ اور زنانہ الیکشن کی بہار دیکھی ہے امیدواران اور ووٹروں کی تگ و دو کا بھی ملاحظہ کیا ہے۔ کہ ہر امیدوار کامیاب ہونے کے لئے ماہی بے آب کی طرح بے قرار اور ہر ووٹر اپنے امیدوار کو کامیاب بنانے کیلئے سیماب کی طرح بے تاب تھا۔ یہ الگ چیز ہے کہ بعض امیدوار کامیاب ہوئے اور بعض ناکام رہے۔ مگر اپنی کامیابی کے لئے کوشش کرنے میں ہر فریق نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔ آج کے خطبہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ایک الیکشن ہر انسان کو قیامت کے دن پیش آنے والا ہے۔ اس الیکشن میں ہر مرد و زن کو بطور امیدوار کھڑا ہونا پڑے گا۔ اور ہر امیدوار کے ہار جیت کا مدار اس کے ووٹروں پہ ہوگا۔

قرآن مجید کی سورۃ تغابن کے رکوع ۱ میں اسی دن کا ذکر کیا گیا ہے۔

قولہ تعالٰے یَوْمَ یَجْمَعُكُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذَالِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ط	یاد کرو جس دن تمہیں جمع ہونے کے دن اکٹھا کرے گا۔ وہ دن ہار جیت کا ہے۔
سورۃ تغابن رکوع ۱	

الیکشن کے یقینی ہونے کی پہلی شہادت

قولہ تعالٰے:۔ اَفَمَنْ كَانَ — جو شخص مومن ہو۔ کیا وہ اس

مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ط لَا يَسْتَوُوْنَ (سورۃ السجدہ پارہ ۲۱ رکوع ۲)

جیسا ہو جائے گا۔ جو نافرمان ہو وہ آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔

دوسری شہادت

قولہ تعالیٰ۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ؀ (سورۃ الجاثیہ رکوع ۲۔ پارہ ۲۵)

یہ لوگ جو برے برے کام کرتے ہیں۔ کیا خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر رکھیں گے جنہوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا۔ کہ ان سب کا جینا اور مرنا برابر ہو گا۔ برا ہے جو حکم کرتے ہیں۔

تیسری شہادت

قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِیْقَاتًا۔ سورۃ النبا رکوع ۱

بیشک فیصلہ کا دن ایک معیّن وقت ہے۔

الحاصل

مذکورۃ الصدر آیات سے قیامت کے دن الیکشن

(انتخاب) کی ضرورت ثابت کی گئی ہے۔ کہ بارگاہ الٰہی میں بھی دوست اور دشمن۔ موافق اور مخالف۔ اپنے اور پرائے کا امتیاز ضروری قرار دیا گیا ہے۔

قیامت کے الیکشن کی تیاری کرنے والے

قولہ تعالیٰ:۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیْمٍ ۝ فٰکِہِیْنَ بِمَآ اٰتٰہُمْ رَبُّہُمْ وَوَقٰہُمْ رَبُّہُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا ھَنِیْٓــًٔا بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ... وَاَقْبَلَ بَعْضُہُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّا کُنَّا قَبْلُ فِیْٓ اَھْلِنَا مُشْفِقِیْنَ ۝ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ۝

(سورۃ الطور رکوع ۱ پارہ ۲۷)

بیشک پرہیز گار (بہشت کے) باغوں اور عیش کے سامان میں ہوں گے۔ خوشی کی باتیں کرنے والے ہوں گے۔ بسبب اس چیز کے کہ ان کو ان کے رب نے دی ہے۔ اور انہیں ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے بچالیا ہے۔ اپنے عملوں کے بدلہ میں مزے کے ساتھ خوب کھاؤ اور پیو۔ ......

اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کریں گے یہ بھی کہیں گے کہ ہم تو اس سے پہلے اپنے گھر (دنیا میں) بہت ڈرا کرتے تھے۔ سو خدا نے ہم پر

بڑا احسان کیا۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیا ؎

الحاصل

برادران اسلام۔ گذشتہ آیات سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ قیامت کے الیکشن (انتخاب) میں وہ امیدوار کامیاب ہوں گے۔ جنہوں نے الیکشن کے دن سے پہلے تیاری مکمل کی ہوگی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

قیامت کے الیکشن کیلئے تیاری نہ کرنیوالوں کا ذکر

قولہ تعالیٰ:۔ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝

سورۃ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸

اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا۔ سو یہ وہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا، دوزخ میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔ ان کے چہروں کو آگ جھلستی ہوگی۔ اور اس (دوزخ) میں ان کے منہ بگڑے ہوئے ہوں گے۔ کیا تمہیں میری آیتیں (دنیا) میں پڑھ کر سنائی نہیں جایا کرتی تھیں۔ اور تم انہیں جھٹلایا کرتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب (واقعی ہماری

بدبختی نے ہمیں گھیر لیا تھا۔ اور ہم گمراہ ہونے والے تھے ؛

قیامت کے دِن ووٹر اعمال ہونگے

جس طرح دنیا میں جس امیدوار کے ووٹروں کی تعداد زیادہ ہوگی وہی کامیاب ہوگا۔ اسی طرح قیامت کے دن جس انسان کے اعمال صالح زیادہ ہوں گے وہ اتنا ہی زیادہ کامیاب اور اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں زیادہ مقرب ہوگا۔ قرآن مجید میں ان اعمال صالحہ کی فہرست کئی مقامات پر بیان کی گئی ہے۔ یہاں وہ فہرست پیش کی جاتی ہے۔ جو پارہ ۲۹ کی سورۃ معارج کے رکوع ۱ میں مذکور ہے۔

(۱) وہ لوگ نمازی ہوں گے۔ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۔

(۲) کبھی کبھی نہیں۔ بلکہ ہمیشہ پانچ وقت کے نمازی
الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ٥

(۳) جو مانگنے والے سائلوں کو دیں اور نہ مانگنے والے محتاجوں کو بھی دیں۔ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ٥ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ٥

(۴) جو قیامت کے دن پہ یقین رکھتے ہیں۔ وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ٥

(۵) اور جو اللہ کے عذاب سے ڈرنے والے ہوں
وَالَّذِیْنَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُوْنَ ۔
(۶) جو زنا سے بچنے والے ہوں۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ
لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ٥
(۷) جو امین اور عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ وَالَّذِیْنَ
هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ٥
(۸) جو لوگ سچی گواہی دینے والے ہوں۔ وَالَّذِیْنَ
هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ٥
(۹) جو لوگ نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی
صَلٰوتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ٥

حاصل

یہ ہے۔ کہ جو مسلمان مرد یا عورتیں قیامت کے دن کے الیکشن (انتخاب) میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ اور کامیاب ہو کر جنت میں جانے کے امید وار ہیں مذکرۃ الصدر نو قسم کے اعمال کو دیکھ لیں۔ آیا وہ ووٹراں کی حمایت میں ہیں یا نہیں۔ وما علینا الا البلاغ

پہلے لوگوں سے زیادہ ووٹروں والے

مذکورۃ الصدر ۹ اعمال صالحہ (ووٹر) تو ادنی سے

ادنی بہشتی کے لئے ضروری ہیں۔ اگر کسی کے پاس اس
سے زیادہ دوڑ (اعمال صالحہ) ہوں گے۔ تو اس کا مرتبہ
پہلے قسم کے بہشتی سے آگے بڑھ جائے گا۔ مثلاً۔
(۱) رات کو یاد الہٰی میں مصروف رہنے کے باعث
کم سوتے تھے۔ كَانُوْا قَلِيْلاً مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ٥
(۲) سحر کے وقت بارگاہ الہٰی میں حاضر ہو کر اپنے
گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ
يَسْتَغْفِرُوْنَ ٥

سب امیدواروں سے آگے بڑھنے والے

وہ حضرات ہیں جنہوں نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں
جہاد کیا۔ اس کے نام کی اشاعت اور اس کے دین کی
حفاظت میں اپنی جانیں قربان کیں۔ یہ حضرات بارگاہ
الہٰی میں اتنے مقبول ہیں۔ اور ان کا مرتبہ اتنا بلند
ہے۔ کہ مرنے کے بعد بھی انہیں مرا ہوا کہنا اللہ تعالےٰ
پسند نہیں کرتا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

قولہ تعالےٰ:۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے۔ انہیں مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔ اپنے

عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ؕ پروردگار کے مقرب ہیں
سورۃ آل عمران رکوع ۱۷ ان کو رزق بھی ملتا ہے۔

آخری دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب بھائی بہنوں کو قیامت کے دن کے الیکشن میں کامیاب ہونے کے لئے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس دن کامیاب فرما کر جنت النعیم کے داخلے کی اجازت دیدے۔ آمین یا الٰہ العالمین ؛

خُطبَۃ یَوْمِ الجُمُعَۃ

۱۴ جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ ۲۳ مارچ ۱۹۵۱ء

مسلمان کی تنگدستی کا علاج!

(۱) کفار کی رسموں سے دستبرداری (۲) اخلاق سوز تمدن یورپ سے بیزاری (۳) ملکی مصنوعات کا استعمال

برادرانِ اسلام ہمارے پاکستان میں آبادی کا بیشتر

حقیقتہ مفلس اور نادار ہے۔ افلاس ایسی بری بلا ہے۔ جسکے باعث انسان نہ عزت محفوظ رکھ سکتا ہے۔ اور نہ اس کے اخلاق محفوظ رہ سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ افلاس کے باعث بعض اوقات ایمان بھی کھو بیٹھتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا — قریب ہے کہ تنگدستی کفر تک پہنچادے

تقسیم ملک سے پہلے ضلع ڈیرہ غازی خان میں کئی مقروض مسلمانوں نے ہندو قرضخواہوں کے ہاں اپنی عورتیں گروی رکھی ہوئی تھیں۔ جو ہر وقت دن اور رات کو ان کے ہاں ہی رہتی تھیں۔ آپ اندازہ لگائیں۔ کیا ان عورتوں کی عزت محفوظ رہ سکتی ہو گی۔ اور کیا ان کا ایمان سلامت رہا ہو گا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ تقسیم ملک سے پہلے مسلمان کروڑہا روپیہ کا ہندو کا مقروض تھا۔ اور کئی لاکھ روپیہ ماہوار مسلمان کو اس کا سود ادا کرنا پڑتا تھا۔ پنجاب میں تقریبًا پچانوے فیصدی تجارت پر ہندو کا قبضہ تھا۔ ہندو ساہوکار اور مسلمان مزدور تھا۔ یہ تو اللہ تعالٰے کا فضل شامل حال ہوا۔ کہ ہندو مسلمان سے لڑ کر دیس بدر ہو گیا۔ اور مسلمان کا قرض بیباق ہو گیا۔ اگرچہ قرض بے باق ہو گیا ہے۔ مگر مسلمان ابتک

مفلس ہی ہے ۔ سرمایہ داری اور ساہو کاری کے
مرتبہ تک جہاں ہندو پہنچا ہوا تھا اس درجہ سے ابھی
کوسوں دور ہے ۔ اسی افلاس کا یہ نتیجہ ہے کہ صنعت
و حرفت کے بڑے بڑے کارخانے ہم پاکستان میں قایم
نہیں کر سکتے ۔ جن کے باعث یہ ملک خوشحال ہو سکتا ہے
آج کی معروضات کا عنوان اسی لئے میں نے مسلمانوں
کی "تنگ دستی کا علاج" تجویز کیا ہے ۔ کہ شاید میرے
مسلمان بھائیوں کو ہوش آجائے ۔ اور اپنی اصلاح کر لیں
وَمَا علینا الا البلاغ وھو یھدی السبیل ۔

ناداری کا پہلا سبب

قولہ تعالےٰ :۔ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ۝ (سورۃ ۔ بنی اسرائیل رکوع ۳)

رشتہ داروں اور مسکین اور مسافر کو اسکا حق دے ۔ اور فضول خرچی نہ کر ۔ بیشک فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں ۔ اور شیطان اپنے رب کا نافرمان ہے ۔

میرے معزز بھائیو ۔ شادی اور غمی کے موقعوں پر

جو رسمیں ہم کرتے ہیں۔ اور جن کی پابندی ضروری
خیال کرتے ہیں۔ اور جن کے ترک کرنے سے مسلمان
ناراض ہوتے ہیں۔ ان میں سے تقریباً ۹/۱۰ حصّہ کفار کی
رسمیں ہیں۔ جنہیں ہم نے اپنایا ہوا ہے۔ اور بقول شخصے
ہر کفر کہ کہنہ شد مسلمانی شد:۔ اِن رسموں کو اِسلام
سمجھتے ہیں۔ حالانکہ دراصل وہ رسمیں کفّار سے منتقل
ہو کر ہم میں آئی ہوئی ہیں۔ مسلمانوں میں کافروں کی
رسموں کے رواج پانے کا سب سے بڑا سبب یہ
ہے کہ ہمارے دادا پڑدادا جب حلقہ بگوش اسلام ہوئے
تھے۔ رسمی طور پر وہ کسی عالم دین کے ہاں جاکر کفر سے
تائب تو ہو گئے۔ اور اسلام کے نام لیواؤں میں اپنے
آپ کو شامل کر لیا۔ مگر کسی عالم دین کے ہاں زانوئے
ادب نہ کر کے دین کی تعلیم نہیں پائی تھی۔ اس جہالت
کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ جب کبھی گھر میں شادی یا غمی کا موقعہ آیا
تو تمام وہ رسمیں جو کفر کی حالت میں وہ کرتے تھے۔
وہ ساری کی ساری کر دکھائیں۔ اور مسلسل یہ رسمیں ہر
موقعہ پہ ادا کی جاتی رہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی نسل
نے یہ خیال کیا۔ کہ یہ اُس اسلام کی رسمیں ہیں۔ جو کہ
مکّہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ سے آیا ہے۔ جس کی تبلیغ و

اشاعت کے لئے رسول اللہ علیہ وسلم کو عہدۂ رسالت عطا ہوا تھا۔ اب جو شخص ان رسموں کو ترک کرے تو مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ اس نے اسلام کی رسموں کو ترک کیا۔ اور یہ نہیں خیال کرتے کہ الحمدللہ کہ ہم عملی طور پر کفر کی رسموں سے باز آگئے۔ آج تک ہم کفر کی رسموں کو زندہ کرتے رہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہمارے ہادی نے ہمیں صحیح راستہ سمجھایا بجائے شکر کرنے کے الٹا ہادی سے لڑتے ہیں کہ تم نے ہم سے اسلام کو ترک کرا دیا۔ مثلاً شادی کے موقعہ پر ڈھولکی بجانا۔ تیل۔ مہندی۔ سہرا۔ گھوڑا۔ باجا وغیرہ اگر ان رسموں کو ترک کرایا جائے تو کہتے ہیں کہ یہ شخص وہابی ہو گیا ہے۔ یعنی مرتد ہو گیا ہے۔ اور پھر وہ اتنا برا سمجھا جاتا ہے کہ کافروں کے ساتھ اور انگریزوں کے ساتھ میل جول رکھا جا سکتا ہے۔ مگر وہابی کے ساتھ سلام و کلام کرنا بھی حرام خیال کیا جاتا ہے۔ اگر وہابی السلام علیکم کہے تو اس کا جواب دینا گناہ ہے حالانکہ کفار کی رسموں کے ادا کرنے میں روپیہ خرچ کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالےٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت ہے

ان سب گناہوں کے باوجود مسلمان جہالت کے باعث یہ خیال کرتا ہے کہ جو کچھ میں نے کیا ہے وہ اسلام ہے۔

مروجہ رسموں کے متعلق اسلامی نقشہ

میں چاہتا ہوں کہ ان مروجہ رسموں کے متعلق اسلام کا اصلی نقشہ پیش کر دوں۔ تاکہ مسلمان صحیح راستہ پر چل کر اللہ تعالےٰ کو راضی کرلیں۔ اور اس کے بعد عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔

عقیقہ کے متعلق شرعی احکام

۱۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَھِنٌ بِعَقِیْقَتِہٖ یُذْبَحُ عَنْہُ یَوْمَ السَّابِعِ وَیُسَمّٰی وَیُحْلَقُ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ اپنے عقیقہ میں رہن رکھا گیا ہے۔ ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے

اور نام رکھا جائے۔ اور اس کا سر منڈایا جائے ؛

۲۔ اگر طاقت ہو تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کے لئے ایک بکری ذبح کرنی چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:—

عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ	لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا ہے

۳۔ اگر طاقت نہ ہو تو لڑکے کی طرف سے ایک بکری کافی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ مروی ہے۔

وَعَنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاۃٍ وَقَالَ یَا فَاطِمَۃُ اِحْلِقِیْ رَاْسَہٗ وَتَصَدَّقِیْ بِزِنَۃِ شَعْرِہٖ فِضَّۃً۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رض کا ایک بکری سے عقیقہ کیا۔ اور آپ نے حضرت فاطمۃ الزہراء سے فرمایا کہ اسکا سر مونڈ دو۔ اور سر کے بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ دو۔

۴۔ علماء احناف عقیقہ کو مستحب سمجھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ اگر ساتویں دن نہ ہو سکے۔ تو چودھویں دن بھی کافی ہے۔ اور اگر اس دن بھی رہ جائے تو پھر اکیسویں دن ہو سکتا ہے۔ اور اگر اس دن بھی نہ ہو سکے۔ تو پھر لازم نہیں کہ قرض اٹھا کر بھی ادا کرے۔

۵۔ عقیقے میں بھیڑ بکری دُنبہ خواہ نر ہو یا مادہ سب جائز ہیں۔

۶۔ گوشت کی تقسیم کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ اس کے

تین حصّے کئے جائیں۔ خواہ تول کر یا تخمینے سے کئے جائیں۔ ایک حصّہ فقراء اور مساکین پر تقسیم کیا جائے۔ اور دو حصّے اپنے اور اپنے رشتہ داروں اور ہمسائیوں پر خرچ ہوں۔ اور عقیقے کا گوشت ماں۔ باپ۔ دادا۔ دادی۔ نانا۔ نانی سب کو کھانا جائز ہے۔ اور ذبیحہ کا چمڑا خیرات کر دینا چاہیئے عقیقے کا گوشت ہر مسکین (خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم) کو دینا جائز ہے۔ اگر اس گوشت میں سے حجام یا دائی کو بھی کچھ دے دیا جائے تو کوئی ممانعت نہیں ہے۔

ختنے کے احکام

۱۔ ختنہ کرنا مسلمانوں کا مذہبی شعار ہے۔

۲۔ علمائے کرام کا قول ہے کہ سات سال کی عمر تک ختنہ ہو جانا چاہیئے۔ اور اس سے زیادہ دیر کرنی مناسب نہیں ہے

۳۔ تقریب ختنہ پر دعوت کرنا اور کھانا تقسیم کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ اور اگر بغیر التزام کرانے کے بشرطیکہ غیر مشروع کاموں۔ مثلاً (گانا بجانا سودی

قرضہ اٹھانا۔ نام ونمود کے لئے دعوت کرنا وغیرہ)
سے پرہیز کیا جائے۔ تو کوئی مواخذہ بھی نہیں ہے۔

منگنی کے احکام

۱- اپنے کنبے سے جتنے لوگ لڑکی کی نسبت کی خواہش کریں۔ ان میں سے ایسے لڑکے کی نسبت منظور کرنی چاہیئے۔ جو سب سے زیادہ دیندار اور خوش خلق ہو

۲- منگنی کرنے کے وقت کسی رسم و رواج کی ضرورت نہیں۔ کسی آدمی کا روبرو جاکر کہہ دینا یا بذریعہ خط و کتابت معاملہ طے کر لینا بھی کافی ہو سکتا ہے بلکہ شرعًا تو یہاں تک بھی بے تکلفی ہے۔ کہ اگر دولہا جاکر خود درخواست کرے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ کے رشتہ کے متعلق حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے خود خدمت اقدس میں حاضر ہوکر درخواست کی۔ اور آپ نے قبول فرمالی۔ پس حضرت فاطمہؓ کی یہی منگنی تھی۔ موجودہ زمانے کے رسم و رواج لغو اور خلاف سُنت ہیں۔

سنت طریقہ کا نکاح

۱۔ نکاح کرنے کے وقت بلا کسی قسم کی شدید جاروجہد کے دوست احباب کو بلا لینا مسنون ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضہ کے نکاح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضہ کو ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور ابو بکر رضہ و عمر رضہ و عثمان رضہ و زبیر رضہ اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ۔

عبرت

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام سردار دو جہاں کی صاحبزادی کے عقد نکاح کے وقت تو فوری طور پر چند حضرات صحابہ کرام کو بلا لیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹی کے نکاح کے وقت کئی کئی دن پہلے خوشنما اور قیمتی کاغذوں پر رقعے چھپوا کر دعوتیں دینا اور احباب کی بہت بڑی تعداد کو بلا کر پر تکلف قیمتی کھانے کھلانا سنت کے خلاف ہے۔ اور مسلمانوں کی اقتصادی بربادی اور افلاس کے اسباب میں سے ایک یہ بھی بہت بڑا سبب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضہ کے نکاح کے بعد فقط ایک طبق میں خرمے لیکر حاضرین کو

تقسیم کر دیئے تھے۔ البتہ برات میں جو لوگ لڑکے کی طرف سے آئیں۔ انہیں بحیثیت مہمان کے اگر کھانا کھلا دیا جائے۔ تو کوئی ہرج نہیں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ۔

جو شخص اللہ تعالےٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، اس کے ذمّہ لازم ہے کہ اپنے مہمان کی تعظیم کرے۔

۲۔ مسلمانوں کے افلاس اور بربادی کے اسباب میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ نکاح کے وقت لڑکے سے یہ لکھوا لیتے ہیں۔ کہ لڑکی اگر ماں باپ کے گھر بھی رہے گی تو تمہیں ماہوار اتنا روپیہ دینا پڑے گا۔

اس شرط کے لکھوانے میں دو نقصان ہیں۔ پہلا یہ کہ لڑکی خاوند کے گھر آباد ہونے کے لئے مجبور نہیں کی جاسکتی۔ بلکہ اگر بلا وجہ وہ روٹھ کر اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ جائے۔ تو بھی وہ معیّنہ رقم جو نکاح کے وقت لکھی گئی ہے وہ عدالت کے دباؤ سے جبراً لے سکتی ہے۔ خاوند کو اس کی توفیق ہو یا نہ ہو۔ دوسرا نقصان یہ ہے کہ اگر لڑکی اپنے خاوند کے ہاں نہ

رہے۔ تو اُس کے اخلاق کی حفاظت کا کون ذمہ دار ہو سکتا ہے۔ اگر اُس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں تو جہاں وُہ چاہے رہ سکتی ہے۔

۳۔ مسلمانوں کے افلاس کے اسباب میں سے ایک سبب لڑکے کی طاقت سے زیادہ مہر لکھوالینا بھی ہے۔ اگر خدانخواستہ لڑکی آباد نہ ہو اور خاوند کو مہر دینا پڑے تو اُسے اپنی جائداد بیچ کر ہی مہر ادا کرنا پڑتا ہے اور بعض دنیادار تو لڑکے کا مکان نکاح کے وقت ہی مہر میں لکھوا لیتے ہیں۔ اس قسم کی خلاف شرع رسمیں بھی مسلمانوں کے افلاس کا موجب بنی ہوئی ہیں

۴۔ توفیق سے زیادہ جہیز دینا یہ بھی مسلمانوں کے افلاس اور بربادی کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ جہیز میں تین چیزوں کا لحاظ رکھا جائے تو پھر جو کچھ دیا جائے اُس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

پہلی چیز۔ اپنی طاقت سے زیادہ تردد نہ کیا جائے مثلاً قرض لیکر یا مکان گروی رکھ کر جہیز دینا خلاف شرع ہے۔ دوسری چیز ضرورت کا لحاظ رکھا جائے۔ جن چیزوں کی لڑکی کو اپنے گھر جا کر ضرورت ہو۔ وہ دینی چاہئیں ؎

تیسری چیز جہیز میں نام و نمود اور دکھلاوا پیشِ نظر نہ ہو۔ بلکہ لڑکی کے دل سے دعاءِ خیر اور۔ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا مقصود ہو۔

مسلمان عموماً لڑکیوں کو جو جہیز دیتے ہیں۔ اُسکا خوب دکھلاوا کرتے ہیں۔ مزدوروں کے سروں پر ٹوکریوں میں نئے قلعی شدہ برتن تھوڑے تھوڑے کرکے رکھے جاتے ہیں۔ تاکہ مزدوروں کی ایک لمبی لائن ہو جائے۔ یہاں تک کہ جو پلنگ دیا جاتا ہے۔ اُس پر ایک بستر بچھا ہوا ہوتا ہے۔ سر کی طرف تکیہ اور پاؤں کی طرف ایک لحاف رکھا جاتا ہے اس طریق کار کا نتیجہ یہ ہے کہ لڑکی والوں کا کافی روپیہ بھی داماد لے گیا۔ اور اللہ تعالےٰ بھی ناراض ہو گئے۔ گویا کہ دین اور دنیا دونوں برباد ہو گئے۔

۵۔ مسلمانوں کے افلاس اور اقتصادی بد حالی کے اسباب میں سے ایک ریا کاری کی دعوت بھی ہے۔ جو لڑکے والوں کے ہاں شادی کے بعد کی جاتی ہے۔ جس کو ولیمہ کہا جاتا ہے۔ ولیمہ میں بھی نام و نمود سے قطع نظر کرکے اپنے چند احباب اور رشتہ داروں کو اس تقریب سعید کی خوشی میں دعوتِ ولیمہ کھلائی جائے

تو کوئی حرج نہیں۔ بلکہ یہ سنت ہے۔ لیکن موجودہ وقت میں عام طور پر قرض لیکر یا مکان گروی رکھ کر بھی یہ دعوت کی جاتی ہے۔

۶۔ رسم تنبول خلاف شرع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا خیروالقرون میں اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے لہٰذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس قبیح رسم سے بچیں۔ بالخصوص جبکہ مسلمان اس ڈھارس پر عموماً سودی قرضہ اٹھا لیتے ہیں کہ اتنا تنبول آجائے گا اور قرض ادا ہو جائے گا۔

خطبۃ یوم الجمعۃ

۲۱ر جمادی الثانی ۱۳۷۰ھ ۳۰ مارچ ۱۹۵۱ء

موجودہ تعلیم کے نقائص

موجودہ تعلیم گراں قیمت ہے۔ اور اخلاق سوز بھی ہے عموماً باپ کی ساری کمائی اولاد کی تعلیم پر صرف ہو جاتی ہے اور باپ مفلس ہو جاتا ہے

چونکہ سرکاری مدارس کے موجودہ نصاب تعلیم کا نصب العین

فقط یہ تھا۔ کہ سرکاری نظام کے چلانے کے لئے ہر قسم کے ادنیٰ اور اعلیٰ کارکن مہیا کئے جائیں۔ اس لئے سرکاری درسگاہوں کے تعلیمیافتہ نوجوانوں سے علوم دینیہ کی واقفیت اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق تہذیب و تمدن اسلامی کے عملی احیاء کا ذوق۔ اسلام کے حفظ و بقا کے لئے دوڑ دھوپ کی توقع رکھنا یہ ایسی چیزیں ہیں۔ جس طرح ایک شخص سراب سے آب کی توقع رکھے۔ بلکہ میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ طریقۂ تعلیم میں بعض نقائص ایسے ہیں کہ جن کے ہوتے ہوئے اعلیٰ اخلاق پیدا ہونے کی بجائے اخلاق کے برباد ہونیکا خطرہ ہے۔ مثلاً نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کا کالجوں میں اکٹھا تعلیم پانا۔ کنواری لڑکیوں کا ہار سنگار کر کے عمدہ سے عمدہ لباس پہن کر نوجوانوں کی کلاسوں میں بیٹھنا۔ کیا ان طریقوں سے لڑکے اور لڑکیوں کے اخلاق خراب ہونیکا سخت خطرہ نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ آپ مجھے یہ کہیں کہ مولوی صاحبان اسی قسم کے تنگ خیال اور تنگ ظرف ہوا کرتے ہیں۔ لہذا میں آپ کے سامنے تعلیم یافتہ حضرات کے خیال پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جس سے آپ اندازہ لگا سکیں گے کہ تعلیمیافتہ گروہ خود بھی اس تعلیم کے غیر مفید ہونے پر افسوس کے آنسو بہا رہا ہے۔

ملک الشعراء ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم و مغفور کے ارشادات

نوجوانوں کی تعلیم کے متعلق

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق صفحہ ۶۵

این غلام ابن غلام ابن غلام
حریت اندیشہ او را حرام

مکتب از وے جذبہ دیں در ربود
از وجودش این قدر دانم کہ بود

این ز خود بیگانہ این مست فرنگ
نان جو می خواہد از دست فرنگ

پیام مشرق صفحہ ۱۶۹

اے کہ در مدرسہ جوئی ادب دانش و ذوق
نخرد بادہ کس از کارگہ شیشہ گراں

بال جبریل صفحہ ۱۸۳ - ۱۸۲

آہ مکتب کا جوانِ گرم خون
ساحرِ افرنگ کا صیدِ زبوں

مرغ پر نا رُستہ چوں پرّاں شود
طعمۂ ہر گربۂ درّاں شود

بال جبریل صفحہ ۱۸۰

چشم بینا سے ہے جاری جوئے خوں
علم حاضر سے ہے دیں زار و زبوں

بال جبریل صفحہ ۶۹

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

خودی میں گم ہے خدائی تلاش کر غافل
یہی ہے تیرے لئے اب صلاح کار کی راہ

لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادی کا فیصلہ

تعلیم جدید کے متعلق

وضع و روش اطفال کی ہے قوم پہ بار گراں
رسموں کا شکوہ اک طرف مذہب کا رونا اک طرف
کہتے ہیں لڑکے بھی مگر کالج سے فرصت ہے کہاں
یہ ساری باتیں اک طرف اور پاس ہونا اک طرف

پڑھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی
بسے اُس جا کہ آواز اذاں بھی آ نہیں سکتی
تمہیں کو ناز ہو اے نوجوانوں اس طریقہ پر
میری اُمید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

بے نظیر شہادت

میرے خیال میں نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ اپنے دونوں بزرگوں کی بے نظیر شہادت کی قدر کرے گا۔ اور اس پر مہر تصدیق لگائے گا۔ اور اس امر کو بطیب خاطر تسلیم کریگا کہ تعلیم جدید نوجوان کو مذہب و ملت سے دور ہٹا رہی

ہے۔ خدا تعالےٰ سے منقطع کرا رہی ہے۔ آخرت کے خوف کو دِل سے محو کر رہی ہے۔ اسلام اور حاملین اِسلام کی وقعت اور عزت دِل سے نکال رہی ہے۔ خدا کے لئے جینا۔ خدا کی راہ میں مرنا جو مسلمان کا امتیازی نشان ہے۔ نوجوان مسلمان اس حیات ابدی کے راستہ سے ہٹایا جاتا ہے۔ اگر نوجوان مسلمان کے خون میں حمیت اسلامی کی حرارت نہ رہی۔ تو پھر اندازہ کیجئے کہ پاکستان میں اِسلام اور مسلمان کی حالت کیا ہو گی۔

لاہور کے سینما

مسلمانوں کی مالی اَور اخلاقی بربادی کا ایک سبب سینما بھی ہے

(ایک واقف کار کا بیان)

۱۔ لاہور میں تقریبًا ۲۳ سینما ہیں۔

۲۔ ہر سینما میں ۷۰۰ سے ۸۰۰ تک تماشہ بین لوگوں کیلئے جگہ کا انتظام ہے

۳۔ تقریبًا ہر سینما میں روزانہ تین شو ہوتے ہیں اور ہجوم کا یہ عالم ہوتا ہے کہ سینما کے ٹکٹ بلیک فروخت ہونے تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔

۴ ٹکٹ کی شرح ۱۲ آنے سے ۴/۱۰/۳ تک ہے۔
۵۔ اندازہ ہے کہ لاہور کے سینما کی روزانہ آمدنی چھیالیس ہزار اور ماہوار تیرہ لاکھ اسی ہزار روپے ہے۔ سالانہ (ایک کروڑ پینسٹھ لاکھ ساٹھ ہزار روپے ہے)
یہ اندازہ فقط لاہور شہر کا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ سارے پاکستان کا کتنا روپیہ سینما پر خرچ ہوتا ہے۔
۶۔ اس آمدنی کا پچاس سے ساٹھ فیصدی منافع تو ہندوستان حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ تمام فلمیں ہندوستان سے پاکستان میں درآمد ہوتی ہیں۔
۷۔ پاکستان میں سب سے زیادہ فائدہ مند تجارت سینما ہے۔ اکثر سینما کے اجارہ دار لاکھوں روپیہ قوم سے کما کر شراب اور بیہودہ کاموں میں برباد کرتے ہیں۔
۸۔ سینما کی برکت سے نوجوان طبقہ کا اخلاق تباہ اور برباد ہو رہا ہے۔ اس میں عورتیں اور مرد دونوں شامل ہیں، عشق اور عاشقی کے نئے نئے طریقے سکھائے جاتے ہیں۔ جو فلم سب سے زیادہ

بے حیائی اور جذبات کو ابھارنے والی ہو زیادہ مقبول ہوتی ہے۔

غرضیکہ سینما خانے کیا ہیں قوم کی بربادی کا سامان ہے

۹- بہت سی شریف عورتیں جو پہلے شرم و حیا کا مجسمہ ہوتی ہیں سینما کی چاٹ سے خود ایکٹریس بن کر اپنا شرم و حیا کھو بیٹھتی ہیں ؛

سینما دیکھنے والو چشم بصیرت کھولکر پڑھو

"بیہودگی کی انتہا"

مکرمی تسلیم - ریڑز سینما - جہاں آجکل "چھوٹی بھابی" جیسی بے جان فلم کی نمائش ہو رہی ہے کے متعلق چند چشم دید باتیں آپ کے توسط سے ارباب اقتدار کے کانوں تک پہنچانا اپنا فرض سمجھتی ہوں۔

ہفتہ کی شام کو ۶ بجے کے شو پہ میں چند سہیلیوں کے ہمراہ فلم دیکھنے گئی۔ سب سے پہلے ٹکٹ لینے میں بیحد دشواری ہوئی۔ اس کے بعد جب ہم ہال میں داخل ہونے لگیں تو گیٹ کیپر کے پاس چند غنڈہ قسم کے افراد جمع تھے۔ جنہوں نے ہم پر تہذیب سے گرے ہوئے ریمارکس پاس کئے۔ جب منیجر سینما سے

شکایت کی گئی تو انہوں نے نہایت چڑچڑے پن سے کہا "میں کیا کروں"؟ اس سے ہم نے یہ اندازہ لگا لیا کہ یہ سب لوگ ایسے ویسے ہی ہیں۔ اور یہ سینما شریف عورتوں کے لئے موزوں نہیں کیا حکومت اس طرف توجہ دے گی۔

لیڈی ڈاکٹر غلام حسین مزنگ لاہور

اخبار "احسان" ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء

سینما میں مردوں اور عورتوں کا آزادانہ اور بے تکلف اختلاط

عورتوں کا بڑی اور روز افزوں تعداد میں ملازمتی اور کاروباری سلسلوں میں داخل ہونا بجائے خود سبب ہے آوارگی اور بدچلنی کا۔ پچھلے زمانہ کی الگ تھلگ رہنے والیوں کو مردوں کے ساتھ اس آزادانہ اور بے تکلف اختلاط کے مواقع ہی اول تو کہاں حاصل تھے۔ اور پھر اب تو لڑکیوں کے لئے ملازمت میں داخلہ اور عہدہ میں ترقی کی شرط ہی دوشیزگی کی نذر قرار پا گئی ہے۔ تھیئٹر اور سینما کی زندگی میں تو یہ ہوا عام ہو ہی چکی ہے۔

اب شریف گھرانوں کی عورتیں اور اہل حرفہ کی

عورتیں سب اس باب میں پیشہ ور بیسواؤں کی حریف و مقابل ٹھہر گئی ہیں۔ وہ رنگے ہوئے رخسار وہ رنگے ہوئے ہونٹ۔ وہ رنگے ہوئے ناخون جو ابھی پچیس ہی سال ادھر آبرو باختہ بیسواؤں کے ساتھ مخصوص تھے۔ اب بڑی بڑی شریفوں اور شریف زادیوں کی علامتیں قرار پا چکی ہیں۔

از مضامین مولانا عبدالماجد صاحب بی اے دریابادی حصہ ۱۷۳-۱۷۸

ملکی مصنوعات

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان کا مسلمان خوشحال نظر آئے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ خدا کے پیارے بھوکے نہ رہنے پائیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان مضبوط اور ناقابل تسخیر پاکستان بن جائے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ دنیا میں ہم غیرت مند قوم کہلائیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آئندہ ہماری نسلیں فخر کے طور پر ہمارا نام لینے پائیں۔ ان تمام مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے قریبا نزدیک راستہ یہ ہے۔ کہ آپ حتی الامکان غیر ملکی مصنوعات پر اپنے ملک کی مصنوعات کو ترجیح دیں۔ اگرچہ ملکی مصنوعات

زیبائش اور چمک دمک میں بمقابلہ غیر ملکی کے گھٹیل ہوں۔ مگر آپ قومی غیرت کے لحاظ سے ملکی اشیاء کو ترجیح دیں۔ اس طریق سے ہمارا ملک بہت جلد ہی بام عروج پر پہنچ سکتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اگر مذہبی تعلیم کے ذریعہ سے خدائے تعالےٰ کا خوف اور آخرۃ کی فکر بھی دامنگیر ہو جائے تو صحیح معنی میں ظاہراً اور باطناً پاکستان پاکستان بن جائے گا:

وما علینا الا البلاغ وآخر دعوٰنا

ان الحمد للہ رب العالمین

خُطبۃ یوم الجُمعۃ

۲۸ جمادی الآخر ۱۳۷۰ھ ۶ اپریل ۱۹۵۱ء

ایم۔ ایل۔ اے حضرات کی خدمت میں

قولہ تعالےٰ:۔ قَالُوْٓا اُوْذِیْنَا مِنْ قَبْلِ	(موسےٰ علیہ السلام کی) قوم
اَنْ تَاْتِیَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ	نے کہا۔ تیرے آنے سے پہلے
مَا جِئْتَنَا ۭ قَالَ عَسٰی رَبُّکُمْ	اور تیرے آنے کے بعد بھی
اَنْ یُّھْلِکَ عَدُوَّکُمْ وَ	ہم پر تکلیفیں ہی رہیں۔ فرمایا

يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ه

قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کردے۔ اور تمہیں ملک کا حاکم بنادے۔ پھر دیکھے تم کیسے کام کرتے ہو۔

سورۃ الاعراف
رکوع ۱۵

تفسیر

حضرت موسٰی علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بھی فرعون نے بنی اسرائیل پر ظلم کر رکھا تھا کہ لڑکوں کو قتل کر دیتا۔ اس خوف سے کہ کہیں یہ وہی اسرائیل نہ ہو۔ جس کے ہاتھ پر اس کی سلطنت کے زوال کی خبر منجمین نے دی تھی۔ اور لڑکیوں کو خدمت وغیرہ کیلئے زندہ رہنے دیتا۔ اب موسٰی علیہ السلام کا اثر دیکھکر اسے یہ اندیشہ ہوا۔ کہ کہیں اس کی تربیت اور اعانت سے بنی اسرائیل زور نہ پکڑ جائیں۔ اس لئے انہیں خوف زدہ اور عاجز کرنے کے لئے اپنے زور و قوت کے نشہ میں پھر اسی پرانی اسکیم پر عمل کرنے کی تجویز کی۔ بنی اسرائیل اس سفاکانہ تجویز کو سن کر طبعی طور پر پریشان اور دہشت زدہ ہوئے ہوں گے۔ اس کا علاج موسٰی علیہ السلام نے اس آیت سے پہلی آیت

میں فرمایا۔ کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ کے سامنے کسی کا زور نہیں چلتا۔ ملک اسی کا ہے۔ جسکو مناسب جانے عطا فرمائے۔ لہذا ظالم کے مقابلہ میں اسی سے مدد مانگو۔ اسی پر نظر رکھو۔ اسی سے ڈرو صبر اور تقوٰی کی راہ اختیار کرو۔ اور یقین رکھو۔ کہ آخری کامیابی متقین کے لئے ہے۔ جو آیت اوپر تحریر کی گئی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ ہم تو ہمیشہ مصیبت ہی میں رہے۔ تمہاری تشریف آوری سے پہلے ہم سے ذلیل بیگار لی جاتی تھی۔ اور ہمارے لڑکے قتل کئے جاتے تھے۔ آپ کے آنے کے بعد بھی طرح طرح کی سختیاں کی جارہی ہیں۔ اور ہمارے بیٹوں کے قتل کے مشورے ہورہے ہیں۔ دیکھئے ہماری مصیبتوں کا کب خاتمہ ہو۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے تسلی دی کہ زیادہ مت گھبراؤ۔ خدا کی مدد قریب آگئی ہے۔ تم دیکھ لوگے کہ تمہارا دشمن ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور تمہیں ان کے اموال و املاک کا مالک بنا دیا جائے گا۔ تاکہ آج جس طرح سختی اور غلامی میں تمہارا امتحان ہورہا ہے۔ اسوقت خوشحالی اور آزادی دے کر آزمایا جائے گا کہ کہاں تک

اس کی نعمتوں کی قدر اور احسانات کی شکر گذاری کرتے ہو۔

ایم۔ایل اے

حضرات کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اللہ تعالےٰ نے صوبہ پنجاب کے نظم ونسق کی باگ ڈور آپ کے ہاتھوں میں دی ہے۔اور اللہ تعالےٰ آپ کا امتحان لینا چاہتا ہے۔کہ اس کے دیئے ہوئے اعزاز کی کہاں تک شکر گذاری کرتے ہو۔

بقول ایڈیٹر روزنامہ احسان لاہور
مورخہ ۶ اپریل سنہ ۱۹۵۱ء

"ہماری نئی وزارت کے فرائض"

"وزارت پنجاب کے سامنے ایک طویل اور کٹھن منزل ہے۔سب سے پہلے تو اسے ان کانٹوں کو صاف کرنا ہے۔جو سابقہ وزارت آنے والوں کے رستے میں بچھا گئی ہے۔ انہیں ان تمام ناانصافیوں اور غلط بخشیوں کا ازالہ کرنا ہے جو معدوث وزارت میں ہوئیں۔اور جن کی وجہ سے عوام نے اس

وزارت کا ٹاٹ الٹنے کی جد و جہد کی۔ وزارت کو زخمی پنجاب کے زخموں پر پھاہا رکھنا ہے۔ جن میں اکثر تو تقسیم ملک کے وقت اس کے جسم پر غیروں نے لگائے اور کچھ اِس کے بعد اپنوں نے لگائے۔ اسے اِن تمام مہاجرین کو بحال و آباد کرنا ہے۔ جن کی آبادی تا حال نہیں ہو سکی تھی۔ اسے صوبے میں نظم و نسق قائم کرنا ہے۔ اور بد نظمی کے اس شرمناک دھبّہ کو دھونا ہے۔ جو پنجاب کے دامن پر رسوائے زمانہ ممدوٹ وزارت کے عہد میں لگ گیا تھا۔ اسے صوبے سے رشوت کا قلع قمع کرنا ہے۔ جس کی وجہ سے عوام پر جینا دوبھر ہو رہا ہے۔ تا حال قضیۂ کشمیر کا کوئی حل نظر نہیں آتا۔ اور وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ حصول کشمیر کی جدو جہد کو نسا رخ اختیار کرتی ہے۔ لیکن حکومت کے ذمّہ یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ عوام کی اس طرح تنظیم کرے۔ کہ جو صورت نکلے۔ عوام اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس کے علاوہ اسے عوام کی اقتصادی۔ اخلاقی۔ مذہبی اور تمدنی حالت کو سنوارنا ہے۔ یہ سارے امور مسلم لیگ کے منشور میں شامل ہیں۔ اور اس منشور کو عملی صورت دینا وزارت

کا فرض ہے"۔

اے معزز ایم۔ ایل اے

گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را
تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را

اے ایم۔ ایل۔ اے حضرات اگر آپ صوبہ کے نظم و نسق قائم کرتے وقت اپنے بزرگوں کے اعلانات کو مشعل راہ بنائیں گے تو یقیناً کامیاب ہوں گے۔ اس صورت میں خلق خدا آپ سے یقیناً راضی ہو گی۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھی آپ پر رحمتوں کی بارش ہو گی۔

نتیجہ

اس طریق کار سے نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کی دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی سے نجات پائیں گے۔

اعلانات

قائداعظم کے اعلانات

(۱) اگر مسلمانوں نے عزم و استقلال۔ ایثار و قربانی

سے کام لیا اور تعلیمات قرآنی پر عمل کیا تو ہم کامیاب وکامران ہوں گے"!

زمیندار یکم نومبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۱ دس

(۲) "پاکستان کا آئین اسلامی اصولوں پر مبنی ہوگا"!

احسان ۲۹ نومبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۶

(۳) "جب ہمارے پاس مکمل ضابطۂ زندگی قرآن موجود ہے تو پھر کسی نئے قانون کی کیوں ضرورت پڑے"

آزاد ۲۰ جنوری ۱۹۴۸ء صفحہ ۳

مسٹر لیاقت علیخاں صاحب وزیر اعظم پاکستان کے اعلانات

۱- "ہم پاکستان میں اسلامی قانون رائج کریں گے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہمارے تمام دعاوی باطل ہو جائینگے"

۲- قرارداد مقاصد

"چونکہ اللہ تبارک وتعالےٰ ہی کل کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم مطلق ہے۔ اور اس نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے نیابتاً عطا فرمایا ہے۔ اور چونکہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے۔ لہذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستور ساز

فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد خود مختار مملکت پاکستان کے لئے ایک دستور مرتب کیا جائے۔ جس کی رو سے مملکت جملہ حقوق و اختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے۔ جس میں اصول جمہوریت وحریت و مساوات و رواداری اور عدل عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے۔ پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔

جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین ہیں ترتیب دے سکیں۔"

آخری دُعا

اللہ تعالٰے ہمارے ذمّہ داران حکومت پاکستان کو اپنی ذمّہ داریوں کو صحیح طور پر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ یہ ملک صحیح معنی میں عند اللہ و عند الناس پاکستان کہلانے کا مستحق ہو جائے۔

واللہ الموفق والمعین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

خُطبۃ یومِ الجُمُعَۃ

۵ رجب المرجب ۱۳۷۰ھ ۱۳ اپریل ۱۹۵۱ء

اِسلام لانے سے کیا ملتا ہے

قولہٗ تعالیٰ (وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ۚ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ) (سورۃ آل عمران رکوع ۹)

اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرۃ میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا :

برادران اسلام اور معزز خواتین۔ آج کی معروضات کا عنوان اِسلام لانے سے کیا ملتا ہے۔ تجویز کیا گیا ہے۔ جو چیزیں اسلام لانے سے دربار الٰہی اور دروازۂ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا کرتی ہیں اگر وہ چیزیں آپ میں پائی جائیں تو سمجھ لیجئے گا کہ ہمارے پاس اصلی اسلام ہے۔ اور اگر

خدا نخواستہ وہ چیزیں نظر نہ آئیں تو وہ اصلی نہیں۔ بلکہ نقلی اسلام ہو گا۔

ہر چیز کی دو قسمیں ہیں

قولہ تعالےٰ:۔ وَمِنْ کُلِّ شَیْئٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ

اور ہم نے ہر ایک چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں۔

اللہ جل شانہ، کے اس اعلان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر اصلی کے ساتھ نقلی موجود ہے۔ اور ہر کھرے کے مقابلہ میں کھوٹا پایا جاتا ہے۔ علیٰ ہذالقیاس اِسلام کی بھی دو قسمیں ہیں۔

حدیث شریف میں کھرے اور کھوٹے اِسلام کا ذکر

عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .... اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ...... بلاشبہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی (ان میں سے)

فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ رواہ الترمذی۔ وفی روایۃ احمد و ابی داؤد عن معاویۃ ثِنْتَانِ وَ سَبْعُوْنَ فی النَّارِ وَ وَاحِدَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ۔

سوائے ایک فرقے کے باقی سب دوزخ میں جائیں گے صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے صحابہ (کرام) ہیں۔ اس روایت کو (امام) ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور (امام) احمد وابی داؤد کی روایت میں ہے کہ بہتر دوزخ میں جائینگے اور ایک بہشت میں

حاصل

اِس حدیث شریف سے حاصل یہ نکلا کہ مسلمانوں کے بہتر فرقے دوزخ میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے کہ نام تو اسلام ہی کا لیں گے۔ مگر اِن کا اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا اسلام نہیں ہوگا۔ بلکہ انہوں نے کسی خود ساختہ اور بناوٹی ڈھانچے کا نام اسلام رکھ لیا ہوگا۔ چونکہ ان کا اسلام اصلی اور کھرا نہیں ہے۔ اس لیے وہ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے۔ اگر ان کا اسلام کھرا ہوتا تو انہیں کسی قسم کا خوف نہ ہوتا۔ اور نہ کسی غم میں

مبتلا ہوتے، قرآن مجید میں اعلان ہو چکا ہے۔

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ	ہاں جس نے اپنا منہ اللہ
وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ	کے سامنے جھکا دیا۔ اور وہ
رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ	نیکوکار بھی ہو۔ تو اس کے لئے
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ؁	اس کے رب کے ہاں اسکا بدلہ ہے،
سورۃ البقر رکوع ۱۳	اور ان پر نہ کوئی خوف ہو گا اور
	نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو کھرا اسلام نصیب فرمائے۔ آمین یا الہٰ العالمین۔

سچے اسلام کی برکات

(۱) شاہنشاہ حقیقی خالق زمین و آسمان مالک دو جہان جل جلالہٗ و عم نوالہٗ سے انسان کا براہِ راست تعلق ہو جانا +

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

(۲) شاہنشاہ حقیقی کے نائب حقیقی سردار دو جہاں فخر اولین و الآخرین شفیع المذنبین رحمت للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہترین امت کا رکن ہو جانا

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ

برادرانِ اسلام - آپ جانتے ہیں . اگر کسی شخص کے
کسی سرکاری افسر سے دوستانہ تعلقات ہو جائیں۔ اور
بے روک ٹوک باہمی آمدو رفت ہو جائے تو وہ شخص اپنے
آپ کو بڑا معزز خیال کرتا ہے ۔اور فخریہ کہتا ہے ۔کہ
تحصیلدار صاحب تو میرے بے تکلّف دوست ہیں ۔
ڈپٹی کمشنر صاحب سے تو میرے دوستانہ مراسم ہیں ۔تو

غور کیجیے

جس کا تعلق براہ راست شاہنشاہ حقیقی سے ہو جائے
جو سارے جہان کا خالق اور مالک ہے ۔اور اس کے
بعد اس کے نائب حقیقی فخر الاولین والآخرین رحمتہ اللعالمین
سے براہ راست غلامانہ مراسم قائم ہو جائیں ۔ اس سے بڑھکر
بھی کوئی دنیا میں خوش قسمت ہو سکتا ہے ۔ میرے معزز
بھائیو اور بہنو یہ نعمت یہ فخر یہ اعزاز فقط اسلام لانے سے
نصیب ہو سکتا ہے ۔سوائے اسلام کے دنیا کا اور کوئی
مذہب انسان کو عزت کے اس مرتبہ پر نہیں پہنچا سکتا ۔

روزانہ شاہنشاہ حقیقی کی ملاقات

(۳) برادرانِ اسلام۔ اسلام کی بے شمار برکتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہر مسلمان کو روزانہ شاہنشاہ کے دربار میں شرف باریابی حاصل ہوتا ہے یعنی پانچ مرتبہ روزانہ ہر کلمہ گو مرد اور عورت کے لئے رحمت الٰہی کے دروازے کھول کر داخلے کا اذن عام دے دیا جاتا ہے۔ پانچ وقتوں کی روزانہ ملاقات کا یہی مطلب ہے کہ مالک حقیقی کے بندوں کو پانچ وقت اس کے دربار میں حاضری دینے اور معروضات پیش کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ برادرانِ اسلام۔ یہ نعمت بھی سوائے اِسلام کے اور کہیں نصیب نہیں ہو سکتی۔ اس دنیا کا نقشہ آپ کے سامنے ہے کیا کسی مذہب کے متبعین میں پانچ مرتبہ اعلان عام کر کے شاہنشاہ حقیقی کے دربار میں حاضری کا کوئی پروگرام ہے؟ ہرگز نہیں۔

شاہنشاہ کا اعلان

۴ اے میرے بندے میں تیرا ہو گیا ہوں

عَنْ اَبِی هُرَیْرَۃَ رَضِیَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِمِائَۃٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ) الحدیث۔

ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے ہر (نیک) کام کا اجر بڑھایا جاتا ہے۔ نیکی کا اجر دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک بڑھایا جا سکتا ہے۔ سوائے روزہ کے۔ کیونکہ روزہ میرے لئے ہے اور میں خود ہی روزہ کا بدلہ دوں ہو۔

برادرانِ اسلام۔ اگرچہ دنیا میں اور قومیں بھی روزہ رکھتی ہوں گی۔ مگر روزہ کا بدلہ سوائے مسلمان کے اور کسی مذہب کے روزہ دار کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس درجہ کے حاصل کرنے کے لئے توحید پرست ہونا ضروری ہی خالص اور کھری توحید سوائے مسلمان کے اور کسی کے سینہ میں نہیں پائی جا سکتی۔ اس لئے دوسرے مذاہب کے روزہ داروں کو مشرک ہونے کے باعث یہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

امیروں کے گناہ معاف اور غریبوں کی حاجت روائی

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْھِمْ

بیشک اللہ تعالےٰ نے

صَدَقَۃٌ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِہِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِہِمْ ۔ (الحدیث)	وہ تمندوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔جو ان کے دولتمندوں سے لی جائے گی۔اور انہیں کے حاجتمندوں کو دی جائیگی

نتیجہ

اس مبارک اعلان کا یہ نتیجہ نکلے گا۔کہ امیروں سے اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے گا۔اور اِن کے گناہ معاف فرما دے گا۔اور غریبوں کی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی +

ایک ضروری بات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان سے یہ صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ جہاں کے امیروں سے زکوٰۃ لی جائے وہیں کے غربا پر تقسیم کی جائے اگر وہاں کوئی مسکین نہ ہو۔یا ان کی ضرورتوں سے زائد ہو۔تو پھر دوسری جگہ صرف کی جا سکتی ہے +

شاہنشاہ کے سالانہ دربار میں ساری حکومت کے نمائندے

۶ -

اسلام میں سالانہ ایک شاہنشاہی دربار منعقد ہوتا ہے - جس میں تمام اسلامی سلطنت کے نمائندے جمع ہوتے ہیں - اس اجتماع میں شامل ہونیوالوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ صلہ ملتا ہے -

كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ

ترجمہ :- حاجی اس طرح گناہوں سے پاک ہو کر آتا ہے جس طرح کہ جسدن ماں نے اسے جنا تھا - اسوقت وہ پاک تھا -

اس کے علاوہ چونکہ ساری دنیا کے مسلمان ایک مرکز پر ہر سال اکٹھے ہوتے ہیں - اگر چاہیں تو ساری دنیا کے مسلمان اپنا بہترین نظام بنا سکتے ہیں اور دنیا میں چلا سکتے ہیں - اس قسم کا سالانہ اجتماع یہ بھی اسلام کی ایک برکت ہے - اور یہ چیز دوسرے مذاہب میں کہیں پائی نہیں جاتی -

خدا پرستوں کیلئے دنیاوی بادشاہی کا وعدہ

۷ - قولہٗ تعالےٰ :- وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ

اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ
کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ
الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّ
هُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ
اَمْنًا ط
الآیۃ سورۃ النور رکوع ۷

کیا ہے۔ جو تم میں سے ایمان لائے
اور نیک عمل کئے کہ انہیں ضرور
ملک کی حکومت عطا کرے گا۔ جیسا
کہ ان سے پہلوں کو عطا کی تھی
اور ان کے لئے جس دین کو پسند
کیا ہے اسے ضرور مستحکم کر دیگا
اور البتہ ان کے خوف کو امن سے
بدل دے گا۔

ایک ضروری عرض

عرض یہ ہے کہ حکومت کافروں کو بھی اللہ تعالے کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ مگر ایک حکومت وہ ہے۔ جو مرحوم ہونے کے لحاظ سے ملے۔ وہ فقط مسلمانوں کو ملتی ہے۔

اِسلام کی برکت سے قبر کے امتحان میں کامیابی

۸ ۔ حدیث شریف میں ہے۔

فَیَاْتِیْهِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ — پھر مقبور کے پاس دو فرشتے

فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	آتے ہیں۔ پھر اسے بٹھاتے ہیں۔ پھر اسے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میرا
فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ	رب اللہ ہے۔ پھر اسے کہتے ہیں تیرا دین کونسا ہے۔ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے
فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الحدیث)	پھر اسے کہتے ہیں۔ یہ شخص کون ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا۔ پھر کہے گا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں +

برادرانِ اسلام۔ اِن سوالات کے جب وہ صحیح جواب دے چکے گا۔ تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس کی قبر کو بہشت کا باغ بنا دے گا اور اگر اس مقبور کو سچے اسلام کی نعمت نعیب نہیں تھی۔ تو ہر سوال کے جواب میں یہی کہے گا ہائے ہائے میں تو نہیں جانتا۔ پھر اس کی قبر دوزخ کا گڑھا بن جائے گی +

آخری دُعا

میرے معزز بھائیو۔ اِسلام کی برکتیں تو بیشمار

ہیں مگر میں نے اس تھوڑے سے وقت میں جتنی عرض کی جاسکتی تھیں۔ انہیں پیش کر دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا سچا اسلام نصیب فرمائے۔ اور اس کی برکتوں سے مستفید فرمائے۔ اور کھوٹے۔ بناوٹی اسلام سے بچائے اس کھرے پیش کردہ اسلام کے سوا باقی کھوٹے ہونگے

وما علینا الا البلاغ

خُطبَۃ یوم الجُمعَۃ

۲۰ رجب ۱۳۷۰ھ ۲۷ اپریل ۱۹۵۱ء

قوم کی تباہی کا باعث چار گروہ ہوتے ہیں

برادرانِ اسلام! وہ خدائے قدوس جو قوموں کو ان کی خوبیوں کے باعث سربلند و سرفراز کرتا ہے۔ جب وہ قومیں نا اہل و نالائق ہو جائیں تو ان سے تاج و تخت چھین لیتا ہے۔ اور بام عروج سے اٹھا کر قعر مذلت میں گرا دیتا ہے۔ قوموں کے اس عروج و زوال اور

ترقی و تنزل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ عروج و زوال کی باگ کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ اگر یہ چیز قوم کے اپنے اختیار میں ہوتی تو عروج کے بعد زوال پذیر نہ ہوتی۔ وہ ذات جس کے قبضۂ قدرت میں قوموں کے عروج و زوال کی باگ ہے۔ اسی ذات مقدس کا نام نامی اسم گرامی اللہ جل شانہٗ ہے۔ اس پاک ذات کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ہر کام کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے۔ اس وحدہٗ لا شریک لہٗ کو بحیثیت خالق ہونے کے ساری مخلوق کے ساتھ یکساں تعلق ہے۔ اس کے بعد وہ بعض قوموں کو بام عروج پر پہنچاتا ہے۔ اور بعض کو بام عروج سے اٹھا کر ذِلت کے گڑھے میں گرا دیتا ہے۔ آخر اس ذِلت کے بھی تو کچھ اسباب ضرور ہوں گے۔ اس پاک ذات کا اپنی کتاب مقدس یعنی قرآن مجید میں اعلان ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا	بے شک، اللہ کسی قوم کی حالت
بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا	نہیں بدلتا، جب تک وہ
بِاَنْفُسِہِمْ۔ (سورہ رعد رکوع ۲)	خود اپنی حالت نہ بدلے۔

اس اعلان الٰہی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قوم میں

ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن کے باعث اللہ تعالیٰ کا انصاف تقاضا کرتا ہے۔ کہ اب انہیں بام عروج سے گرادیا جائے۔ قرآن مجید میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چار قسم کے لوگوں کے اعمال قوم کی سربلندی و سرفرازی کو ذلت اور بربادی کے گڑھے میں گرانیکا باعث ہوتے ہیں۔ اور وہ چار قسمیں یہ ہیں۔ قومی لیڈر۔ سرمایہ دار۔ بے عمل عالم اور کھوٹے صوفی۔

نوح علیہ السلام کی قوم کے لیڈر

قولہ تعالےٰ (لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ۝ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ

بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم۔ اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں (لیڈروں) نے کہا۔ ہم تمہیں صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں

الغافلین ٥
سورۃ الاعراف رکوع ۸

فرمایا اے میری قوم میں ہر گز گمراہ نہیں ہوں۔ بلکہ میں جہاں کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں

انکار کا نتیجہ تباہی

قوم کے سرداروں (لیڈروں) نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ قوم چونکہ اپنے لیڈروں کی تابعدار ہوتی ہے۔ اس لئے ساری قوم نوح علیہ السلام پر ایمان لانے سے انکار کرتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے۔

فَکَذَّبُوۡہُ فَاَنۡجَیۡنٰہُ وَ الَّذِیۡنَ مَعَہٗ فِی الۡفُلۡکِ وَ اَغۡرَقۡنَا الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَوۡمًا عَمِیۡنَ ٥
سورۃ الاعراف
رکوع ۸

پھر انہوں نے اسے (یعنی نوح علیہ السلام) کو جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچالیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے انہیں غرق کر دیا بیشک وہ لوگ اندھے تھے۔

ھود علیہ السّلام کی قوم کے لیڈر

قولہٗ تعالےٰ :- وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمۡ

اور قوم عاد کی طرف ان کے

هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝

سورۃ الاعراف رکوع ۹

بھائی ہود کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں ؏

اِنکار کا نتیجہ تباہی

قوم کے سرداروں (لیڈروں) نے حضرت ہود علیہ السلام کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ چونکہ قوم اپنے لیڈروں کی طرف دار تھی۔ اس لئے ساری قوم حضرت ہود علیہ السّلام پر ایمان لانے سے انکار کرتی ہے +

نتیجہ یہ نکلتا ہے +

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ مَا كَانُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝

سورۃ الاعراف رکوع ۹

پھر اسے (یعنی ہود علیہ السلام) اور اس کے ساتھیوں کو ہم نے اپنی رحمت سے بچالیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ مومن نہیں تھے +

صالح علیہ السلام کی قوم کے لیڈر

قولہ تعالیٰ:- وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ قَدْ جَاءَتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً ۖ فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ .... قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ آمَنَ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَالِحًا مُّرْسَلٌ مِّن رَّبِّهِ ۚ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنتُم بِهِ كَافِرُونَ ۝

اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ کی زمین میں کھائے۔ اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا...... اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ صالح کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا جو وہ لے کر آیا ہے ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا جس پہ تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝
سورۃ الاعراف
رکوع ۱۰

نہیں مانتے ...... پس انہیں زلزلے نے آپکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے ؏

انکار کا نتیجہ تباہی

برادران اسلام۔ آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ کہ صالح علیہ السلام کی قوم کے لیڈروں نے صالح علیہ السلام کی مخالفت کی۔ اور تباہ و برباد ہو گئے۔

دُعاء استقامت

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں ایسے قومی راہ نما عطا فرمائے۔ جو سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ و السلام کے دین کے فدائی ہوں۔ خود اس دین نبویؐ کا اتباع کریں۔ اور لوگوں کو اپنے اثر و رسوخ سے دین کا پابند بنائیں۔ اگر بالغرض قومی راہ نما دنیاوی اغراض کی بناء پر راہ راست سے ہٹ جائیں تو ہمیں اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے کہ لیڈروں کے

پیچھے چلنے کی بجائے دین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قائم رہیں۔

(۲)

سرمایہ داروں کے گناہوں کے باعث قوم تباہ ہوتی ہے

قولہ تعالیٰ:- وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ۝

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲

اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں۔ پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں۔ تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔ اور ہم اسے (یعنی بستی کو) برباد کر دیتے ہیں

یعنی جب بداعمالیوں کی بدولت کسی بستی کو تباہ کرنا ہوتا ہے تو یوں ہی دفعتاً پکڑ کر ہلاک نہیں کر دیتے۔ بلکہ اتمام حجت کے بعد سزا دی جاتی ہے اول پیغمبر یا اس کے نائبین کی زبانی خدائی احکام ان کو پہنچائے جاتے ہیں۔ خصوصاً وہاں کے امرا اور بارسوخ لوگوں کو جن کے ماننے نہ ماننے کا اثر جمہور پر پڑتا ہے آگاہ کیا جاتا ہے۔ جب یہ

بڑی ناک والے سمجھ بوجھ کر خدائی پیغام کو رد کر دیتے اور کھلے بندوں نافرمانیاں کر کے تمام بستی کی فضا کو مسموم و مکدر بنا دیتے ہیں۔ اسوقت وہ بستی اپنے کو علانیہ مجرم ثابت کر کے عذاب الٰہی کی مستحق ہو جاتی ہے (از حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمتہ اللہ علیہ)

عذاب الٰہی سے بچنے کی تدبیر

برادرانِ اسلام عذاب الٰہی سے بچنے کی ایک تدبیر یہ ہے کہ دولتمند اپنی دولت کے نشہ میں مخمور ہو کر جو کام شریعت کے خلاف کریں۔ ہم ان سے کوئی تعاون نہ کریں۔ بلکہ ان کا بائیکاٹ کریں۔ چونکہ برادریوں میں امیر آدمی بہت کم ہوتے ہیں۔ اکثر غریب ہوتے ہیں۔ اس لئے غریبوں کے بائیکاٹ سے امیروں کو بھی خلاف شرع کاموں کی جراءت نہیں ہوگی۔ نتیجہ یہ نکلیگا کہ امیر بھی گناہ سے بچ جائے گا اور غریب بھی۔ اور ساری قوم گناہ سے بچ جائے گی۔ مثلاً امیر آدمی شادی میں باجہ بجائے۔ یا رنڈیوں کا مجرا کرائے۔ اگر

باجوں کی برات میں برادری کا کوئی آدمی شامل نہ ہونے پائے۔ اور اگر رنڈیوں کے مجرے میں کوئی بھی شامل نہ ہو تو دولتمند خود ہی شرمندہ ہو کر ان خلاف شرع کاموں کو چھوڑ دے۔ وما علینا الا البلاغ

(۳)

بے عمل عالم بھی قوم کی تباہی کا باعث ہوتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ہ

سورۃ البقرۃ رکوع ۱۹

بیشک جو لوگ ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کیا ہے اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں کہ ان پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔

"لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں"۔ یعنی جن و انس و ملائکہ بلکہ اور سب حیوانات۔ کیونکہ ان کی حق پوشی کے وبال میں جب عالم (جہان) کے اندر قحط۔ وبا طرح طرح کی بلائیں پھیلتی ہیں۔ تو حیوانات بلکہ جمادات تک کو تکلیف ہوتی ہے۔

اور سب ان پر لعنت کرتے ہیں (از حاشیہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمتہ اللہ علیہ)

برادران اسلام آپ نے دیکھ لیا. کہ علماء دین پر جب دین الٰہی کی اشاعت لازمی تھی. مگر جب وہ خاموش رہتے ہوں تو لوگ بے دینی میں مبتلا رہیں گے۔ اور لوگوں کی بے دینی کا سب سے بڑا سبب علماء کرام کا اپنے فرض منصبی کو ادا نہ کرنا ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالٰے ان علماء سے ناراض ہوگا۔ اور بلکہ ساری قوم سے ان کی بے دینی کے باعث ناراض ہوگا۔ اور پھر سب پر تباہی آئے گی +

(۴)

کھوٹے صوفی بھی قوم کی تباہی کا باعث بنتے ہیں

برادران اسلام۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں قوم کی باگ ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک گروہ صوفیائے کرام کا بھی ہے۔ اور یہ گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے سے چلا آرہا ہے۔ اس گروہ میں جو کھرے اللہ کے بندے ہوتے

ہیں۔ وہ بارگاہ الٰہی میں مقبول۔ محبوب۔ مغفور اور مرحوم ہوتے ہیں۔ ان کی دامنگیری باعث برکت۔ ان کا اتباع موجب نجات۔ اور ان کی محبت اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ ان کی تربیت انسان کو صحیح معنی میں انسان بناتی ہے۔ ان بزرگانِ دین کی تربیت سے ہی انسان روحانی مہلک بیماریوں (مثلاً حسد۔ کبر۔ عجب وغیرہ) سے شفا پاتا ہے اور جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اگر ان اللہ والوں کی صحبت نصیب نہ ہو۔ اور ان سے اپنی تربیت نہ کرائے تو اغلب یہی ہے کہ انسان روحانی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہو گا اور جہنم میں جائے گا۔ اللہ جل شانہٗ کا قرآن مجید میں اعلان ہے:۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ۔ — اور ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں۔

اس اعلان کی بناء پر صوفیائے کرام کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک کھرے جن کا ذکر خیر میں ابھی کر چکا ہوں۔ دوسرے کھوٹے جو حقیقت میں اس گروہ میں شامل ہونے کے قابل نہیں ہوتے

مگر صوفیائے کرام کے روپ میں یہ بہروپیئے آتے ہیں۔ اور عوام الناس کو کھرے اور کھوٹے کی تمیز نہیں ہوتی۔ ان کے ہاں تو یہ مشہور ہے کہ جس کا پیر کوئی نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے اس لئے وہ کسی نہ کسی شخص کو اپنا پیر بنانا ضروری خیال کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ پیر شیطان کا نائب ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے ہمارے بزرگوں نے ہمیں وصیت فرمائی ہے۔ ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

کھرے پیر کی پہلی علامت یہ ہے کہ اس کے عقائد قرآن مجید کے مطابق ہوں۔ اور عملی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہو۔ اگر عقائد میں قرآن مجید کا مخالف ہو۔ مثلاً اس کا یہ عقیدہ ہو کہ میرا مرشد ہر وقت ہر آن میں میرے ساتھ ساتھ موجود اور حاضر رہتا ہے۔ اور عملاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہو۔ مثلاً نماز نہ پڑھے۔ اور یہ کہے کہ ہم تو مکہ معظمہ میں نماز پڑھ آتے

ہیں یا یہ کہے کہ ملاں تو پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور ہم تو ہر وقت نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ خواہ حُقّہ پی رہے ہوں۔ سیّد المرسلین خاتم النّبیین علیہ الصلٰوۃ والسلام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین تو مغفور و مرحوم ہونے کے باوجود لوگوں کے سامنے نماز پڑھیں۔ اور یہ کھوٹے صوفی بے نماز رہ کر جاہل مریدوں کو یہ دھوکہ دیں کہ ہم نماز مکہ معظمہ جاکر پڑھتے ہیں۔ اور بیچارے جاہل مسلمان ان کی ظاہری صورت فقیری کی دیکھ کر اعتبار کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالٰے ان کھوٹے اور فریب کار صوفیوں سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

قرآن مجید میں کھوٹے صوفیوں کا ذکر!

قولہ تعالٰے وَرَهْبَانِيَّةً ِۨابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا

اور ترکِ دنیا جو انہوں نے خود ایجاد کی۔ ہم نے وہ ان پر فرض نہیں کی تھی۔ مگر انہوں نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کیلئے

وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ○
فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ	ایسا کیا۔ پس اسے نباہ نہ سکے
أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ	جیسا نباہنا چاہیئے تھا۔ تو ہم نے
فَاسِقُونَ ○	انہیں جو ان میں سے ایمان لائے
سورۃ الحدید	ان کا اجر دیدیا۔ اور بہت سے
رکوع ۴	ان میں سے بدکار ہی رہے۔

آخری دُعا

اَللّٰهُمَّ احْفِظْنَا عَنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ أَنْفُسِنَا وَشَرِّ ذُرِّيَّةِ
عِبَادِكَ أَجْمَعِينَ يَا إِلٰهَ الْعَالَمِينَ

خطبۃ یوم الجمعۃ

۲۷ رجب ۱۳۷۰ھ ۴ مئی ۱۹۵۱ء

---

(۱) اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کیلئے

ساڑھے تیرہ سو سال والے اسلام کو اپنا لو

(۲) وہ اسلام تمہیں سائنس کی موجودہ ایجادات سے
فائدہ اٹھانے سے منع نہیں کرتا

قولہ تعالیٰ:- بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥

سورۃ البقر رکوع ۱۳

ہاں جس نے اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا۔ اور وہ نیکوکار بھی ہو۔ تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے۔ اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

کہنہ اسلام

برادران اسلام! بہت سے نوجوانوں کا یہ خیال سنا جاتا ہے کہ ساڑھے تیرہ سو سال والا کہنہ اسلام ہمارے لئے مفید نہیں ہو سکتا وہ اسلام غیر مہذب اور غیر متمدن ریگستان عرب کے باشندوں کے لئے مفید ہوا تھا۔ انہیں قعر مذلت سے اٹھا کر اس نے بام عروج پر پہنچا دیا تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کے منتشر شیرازہ کو ایک مرکز پر جمع کر دیا تھا۔ ان غیر منظم لوگوں کو اسلام نے منظم کر دیا تھا۔ ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو گلے ملا دیا تھا۔ ان کی عداوت متبدل بہ محبت ہو گئی تھی۔ مگر آجکل کے متمدن

اور مہذب لوگوں کے لئے وہ اسلام چراغ راہ
نہیں بن سکتا وغیرہ وغیرہ۔

غلط فہمی

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس خیال
کا نوجوان غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ وہ دراصل
اسلام کو سمجھا ہی نہیں۔ اگر وہ اسلام کو سمجھتا
تو اس قسم کے الفاظ اس کی زبان سے ہرگز
نہ نکلتے۔ یہ ٹھیک ہے کہ جو چیز پرانی ہو جائے
اور کار آمد نہ رہے تو اس کی بجائے نئی چیز
خریدی جائے۔ لیکن اگر وہ روزاول جیسی کارآمد
اور مفید ہو۔ تو کیا کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ
چونکہ یہ دیرینہ ہے۔ اس لئے ضرور بدل دینا
چاہیئے۔ مثلاً سورج۔ چاند ستارے جو ہزار ہا برس
سے اسی آب و تاب سے دن اور رات میں چمک
رہے ہیں۔ دیرینہ اور کہنہ ہونے کے باوجود جب
روشنی میں کوئی فرق نہیں آیا تو کیا کوئی عقلمند یہ
کہہ سکتا ہے کہ چونکہ یہ دیرینہ ہے۔ اس لئے
ضرور بدل دینا چاہیئے۔

بلعینہ

اسی طرح اِسلام ساڑھے تیرہ سو سال سے دنیا میں اپنی صداقت۔ قبولیت اور تمام مذاہب پر فوقیت کا اعلان کرتا آرہا ہے۔ چنانچہ شاہنشاہی فرمان یعنی قرآن مجید میں دو جگہ اعلان کیا گیا۔

(۱) اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۔	بیشک دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے
سورہ آل عمران رکوع ۲	
(۲) وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۔	اور جو کوئی اسلام کے سوا اور کوئی دین چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا؛
سورہ آل عمران رکوع ۹	

اِن شاہنشاہی اعلانات کے بعد دنیا کے کسی مذہب نے صداقت اور قبولیت کے لحاظ سے اسلام کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہیں کی+

اِسلام کے احکام کا مجموعہ قرآن ہے

برادرانِ اِسلام - ہمارا مذہب اِسلام ہے

اور اِسلام کے احکام کا مجموعہ قرآن ہے - قرآن مجید نے دنیا کے تمام مذاہب پر اپنی فوقیت اور برتری کا کئی مقامات پہ اعلان کیا ہے - اور ساڑھے تیرہ سو سال سے کسی مذہب کو ہمت نہیں ہوئی کہ قرآن مجید کے اس اعلان کی تردید کر سکے ۔

قولہٗ تعالےٰ :- وَهٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيْمًا ط قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۔ سورۃ الانعام رکوع ۱۵	اور یہ (قرآن) تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے ۔ ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا ہے ۔

اعلان کا مطلب

قرآن مجید اعلان کر رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں لے جانے والا سیدھا راستہ فقط میں بتلا سکتا ہوں ۔

قولہٗ تعالےٰ :- اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ	بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے - جو سب سے سیدھی ہے - اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں اس

الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ	بات کی خوشخبری دیتا ہے. کہ
اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا ۙ	ان کے لئے بڑا ثواب ہے ۔

سورۃ بنی اسرائیل رکوع ع ۱

(۳) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ	اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں
مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ	نازل کرتے ہیں کہ وہ ایماندار
لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ	کے حق میں شفا اور رحمت ہیں
الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝	اور ظالموں کو اس سے اور
سورہ بنی اسرائیل رکوع ع ۹	زیادہ نقصان پہنچتا ہے ۔

نتیجہ

برادران اسلام۔ آپ نے دیکھ لیا کہ قرآن مجید نے تمام مذاہب پر اپنی فوقیت کا اعلان کیا ہے مگر ساڑھے تیرہ سو سال گذرنے پر بھی کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ قرآن مجید کے مقابلہ کی جرأت کر سکے۔ اور آج تک کوئی قوم اس کے احکام کو ناقابل عمل ثابت نہیں کر سکی۔ بلکہ غیر مسلموں نے بھی قرآن مجید کے محاسن اور خوبیوں کے ہی گن گائے ہیں۔ چنانچہ ابھی وہ شہادتیں پیش کر دوں گا۔ اے مسلمان جب غیر مسلم بھی قرآن

کہ قابل عمل مانتے ہوں تو تمہیں یہ بات زیب دیتی ہے کہ یہ کہو کہ قرآن مجید آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے لوگوں کے لئے دستور العمل ہو سکتا تھا مگر آج ترقی یافتہ زمانہ میں قابل عمل نہیں ہو سکتا۔

غیر مسلموں کی شہادتیں

ریورینڈ لیسی اولبری کی رائے

"قرآن دلوں کو مسخر کر لینے کے لئے کافی سے زیادہ طاقتور ہے"

ریورینڈ جی مارگولیتھ کی رائے

"دنیا کی مذہبی کتابوں میں قرآن بلاشبہ ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے ذہن انسانی میں ایک بالکل اچھوتے تخیل کی بنیاد ڈالی۔ اور ایک بلند ترین قسم کے کیریکٹر کا نمونہ پیش کیا ہے"۔

ڈین اسٹیلی کی رائے

"ایک محدود دائرے کے اندر قرآن کا ضابطہ یقیناً انجیل کے ضابطے سے بڑھ کر دل پر گہرا نقش چھوڑتا ہے"۔

واشنگٹن اروِنگ کی رائے

قرآن کے اسلوب اور انداز میں ایک ایسی دلکشی ہے جس کی نظیر پیدا نہیں کی جا سکتی"۔

ریورینڈ باسورتھ اسمتھ پاپولر انسائیکلو پیڈیا میں لکھتا ہے

"قرآن بلا شک و شبہ ایک معجزہ ہے"۔

ہندوؤں کے سب سے بڑے لیڈر گاندھی جی کی رائے

میں نے قرآن کا مطالعہ کیا۔ مجھے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ نظر آئی کہ یہ فطرت انسانی کے بالکل مطابق ہے"۔

سر رابندر ناتھ ٹیگور کی رائے

"وہ وقت دور نہیں۔ جبکہ قرآن اپنی ناقابل انکار صداقت اور روحانیت کے ذریعہ سے سب مذاہب کو اپنے اندر جذب کر لے گا"۔

سکھ مذہب کے بانی گرو نانک دیو جی کی رائے

توراۃ۔ انجیل اور وید سب پڑھے۔ مگر قرآن ہی

ایک ایسی کتاب ہے جو اس گمراہی کے زمانہ میں سب سے اعلیٰ اور ارفع ہدایت ثابت ہوا ہے۔"

مشہور جرمن فلسفی گوئٹے کی رائے

قرآن تبادل کلام میں برق کی طرح درخشندہ ہے۔ اس کتاب میں بڑی دلفریبی پائی جاتی ہے جسقدر ہم اس کے قریب پہنچتے ہیں وہ زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور بتدریج فریفتہ کرتی جاتی ہے۔ پھر متعجب کرتی ہے۔ اور آخر میں ایک رقت آمیز تحیّر میں ڈال دیتی ہے۔"

یورپ کا ایک مشہور ادیب ڈاکٹر سی۔ ایم بنگ اپنی مشہور تصنیف دی لائٹ آف ہولی قرآن میں لکھتا ہے "اگر یہ مقدس کلام خالق ارض و سماء کی طرف سے نہ ہوتا تو اس کی آواز میں تاثیر نہ ہوتی۔ اور یہ ہزاروں انسانوں کی اصلاح نہ کرسکتا۔ لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کلام نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ اور اس نے وحشی درندوں کو انسان کامل بنادیا تو ہم اس کی صداقت پر یقین کرنے

پر مجبور ہوتے ہیں"+

عبرت

ساڑھے تیرہ سو سال کے اسلام کو کہنہ اور ناقابل عمل کہنے والے مسلمانو غیر مسلموں کی آراء کو غور سے پڑھو۔ اور عبرت حاصل کرو۔ کہ وہ اسلام کے احکام کے ترجمان یعنی قرآن کے متعلق کیسی عمدہ عقیدت رکھتے ہیں۔ اور باوجود غیر مسلم ہونے کے آج چودھویں صدی میں اقرار کر رہے ہیں۔ کہ وُہ وقت دور نہیں جبکہ قرآن اپنی ناقابل انکار صداقت اور روحانیت کے ذریعہ سے سب مذاہب کو اپنے اندر جذب کر لے گا!

انصاف کی بات

میں ایک انصاف کی بات کہنا چاہتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ سارے انصاف پسندوں کو پسند آئے گی۔ وہ یہ ہے کہ عیسائی۔ ہندو اور سکھوں کے ذمہ وار لیڈر ہمارے قرآن مجید کو غور سے پڑھتے ہیں۔ پھر اس کی حیرت انگیز تعلیم سے

متاثر ہوکر قرآن مجید کی تعریف کرتے ہیں۔ اور عموماً ہمارے تعلیمیافتہ نوجوان قرآن مجید کی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اور انگریزوں کی تعلیم۔ تہذیب اور تمدن سے آشنا ہوتے ہیں جب انہیں انگریزوں کی تہذیب اور تمدن سے روکا جائے۔ اور اسلام کا نام پیش کیا جائے تو فوراً اس قسم کے فقرے منہ سے نکالنے لگ جاتے ہیں۔ کہ اسلام تو ایک تیرہ سو سال کا دیرینہ اور فرسودہ مذہب ہے (نعوذ باللہ من ذالک الکفر) آج اسے کون پوچھتا ہے۔

تعلیم قرآن کی دعوت

میں اپنے نوجوان بھائیوں سے عرض کرتا ہوں کہ اگر قرآن مجید پڑھنا ہو تو بفضلہ تعالےٰ بآسانی انتظام ہو سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ پھر آپ کو معلوم ہوگا کہ قرآن مجید کے اندر اخلاقی۔ معاشرتی اقتصادی۔ اور سیاسی ہدایات کے متعلق وہ جواہرات پائے جاتے ہیں۔ جو دنیا کی کسی قوم کے مذہبی خزانہ میں نہیں پائے جاتے۔ اگر قرآن مجید کی تعلیم

پانے کے لئے شائقین کی جماعت تیار ہو جائے تو پھر مزید قواعد و ضوابط عرض کئے جا سکتے ہیں

عقل کے دو حصّے

سائنس کی اِیجادات سے فائدہ اٹھانا شرعاً ممنوع نہیں ہے

برادرانِ اِسلام۔ اللہ تعالےٰ نے اِنسان کو ایک خاص نِعمت عطا فرمائی ہے۔ جس کا نام عقل ہے۔ اس عقل کے دو حصّے ہیں۔ ایک وہ حصّہ جسکا تعلق اس مادی نظام سے ہے۔ جس کے باعث اس نظام میں طرح طرح کی چیزیں ایجاد کرتا ہے۔ مثلاً ریل۔ تار۔ ٹیلیفون۔ وائرلیس۔ ریڈیو ہوائی جہاز۔ بحری دخانی جہاز۔ تارپیڈو۔ سب میرینیں بم۔ مشین گن۔ سٹین گن۔ برین گن وغیرہ ایجادات اسی عقل خدا داد ہی کی کارگذاریاں ہیں۔ عقل کا یہ حصّہ مومن۔ کافر۔ موحد۔ مشرک۔ خدا پرست اور منکرین خدا تعالےٰ سب کو یکساں ملتا ہے۔ دوسرا حصّہ عقل کا وہ ہے۔ جس کا تعلق روحانی نظام سے ہے۔ اس کی اِستعداد بھی عموماً ہر انسان میں

پائی جاتی ہے۔ البتہ اس میں عملی طور پر حرکت تب
پیدا ہوتی ہے، جب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا دامنگیر ہو۔ اس نبوی تعلق کے باعث انسان
کی عقل پہلے روحانی نظام کو تسلیم کرتی ہے
پھر روحانی نظام کی ہر بات پر یقین کامل ہوجاتا
ہے۔ یقین کامل کے باعث انسان کی بصیرت
باطنی میں جلا اور نور آجاتا ہے۔ پھر وہ چیزیں
بفضلہ تعالےٰ مشاہدہ میں آجاتی ہیں۔ پھر انسان
روحانی نظام کی چیزوں پر بھی ایسا یقین رکھتا ہے
جس طرح مادی نظام کی مشاہدہ کی ہوئی چیزوں کا۔

کمالاتِ انسانی میں نقص

اگر انسان مادی نظام کی ترقی پر اکتفا کر کے بیٹھ
جائے کہ میں نے اپنی انسانیت کو پایہ تکمیل پر پہنچا
لیا ہے۔ تو سمجھا جائے گا کہ یہ انسان بے سمجھ ہے
کیونکہ اسے کمالات انسانی کے ارفع و اعلیٰ حصّے
کا علم ہی نہیں ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ساڑھے
تیرہ سو سال کے کہنہ اسلام کی ہمیں ضرورت نہیں
ہے۔ انہیں در اصل اسلام کا صحیح مفہوم ہی معلوم

نہیں ہے۔ اگر معلوم ہوتا تو یہ الفاظ ان کی زبان سے کبھی نہ نکلتے +

دعوت

ایسے نوجوانوں کو میں پھر دعوت دیتا ہوں۔ کہ اگر وہ اسلام کو سمجھنا چاہیں۔ اسلام کے احکام کے ترجمان یعنی قرآن مجید کو پڑھنا چاہیں تو میں ان کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ بقیہ شرائط استفادہ و امادہ بعد میں طے ہو جائیں گے۔

علامہ ڈاکٹر سر اقبال رحمۃ اللہ علیہ

اے تعلیم یافتہ نوجوان تیرے پیر و مرشد علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت تمہیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ ؎

گر تو میخواہی مسلماں زیستن!
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

وما علینا الا البلاغ

اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون

خطبۃ یوم الجمعۃ

۴ شعبان ۱۳۷۰ھ ۱۱ مئی ۱۹۵۱ء

اللہ جل شانہٗ ۔ انبیا علیہم السّلام اور اولیائے کرام کے مراتب

قولہٗ تعالیٰ :- اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

سورۃ التوبہ رکوع ۵

انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا کئی خدا بنا لئے ہیں ۔ اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی ۔ حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں ۔ اسکے سوا کوئی معبود نہیں ۔ وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے ؛

برادرانِ اسلام ۔ آپ کو معلوم ہے کہ شیطان انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ سے مہلت لے کر آیا ہوا ہے ۔ اور مختلف طریقوں سے انسانوں کو گمراہ کرتا ہے ۔ اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہے

کہ بعض قوموں کا اللہ جل شانہ سے تعلق توڑ کر انبیاء علیہم السلام سے جوڑ دیا اور وہ لوگ اللہ تعالٰے کی عبادت کرنے کی بجائے انبیاء علیہم السلام کی عبادت کرنے لگ گئے اور بعض کا اللہ جل شانہ سے تعلق توڑ کر اولیائے کرام سے جوڑ دیا۔ اور وہ لوگ اللہ تعالٰے کی بجائے اولیائے کرام کو اپنا معبود بنا بیٹھے۔ ان قوموں کی مثالیں آگے آ رہی ہیں۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں بھی پہلی گمراہ امتوں کی طرح بہتر فرقے گمراہ ہوں گے۔ اور وہ بہتر دوزخ میں جائیں گے۔ ایک فرقہ فقط حق پرستوں کا ہوگا۔ اور وہ جنت میں جائے گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ پہلی امتوں کے گمراہ ہونے کا ایک سبب آج آپ سے عرض کر دوں۔ تاکہ سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت شیطان کے اس طریقہ سے مطلع ہو کر شیطان کے پنجہ میں پھنسنے سے بچ جائے۔ آمین ثم آمین۔

عیسائیوں کا اپنے نبی اور ایک ولی کو خدا بنانا

قولہ تعالٰے :۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ　　　اور جب اللہ فرمائے گا کہ

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔

سورة المائده
رکوع
۱۶

عیسیٰ بیٹے مریم کے کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو۔ وہ عرض کریگا۔ تو پاک ہے۔ مجھے لائق نہیں کہ ایسی بات کہوں کہ جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے کہا ہو گا۔ تو تجھے ضرور معلوم ہو گا۔ جو میرے دل میں ہے، تو جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے وہ میں نہیں جانتا بے شک تو ہی چھپی باتوں کو جانتا ہے۔

نتیجہ

برادران اسلام۔ گذشتہ آیت سے آپ باسانی اس نتیجہ پر پہنچ گئے ہوں گے کہ بعض قوموں نے اپنے پیغمبروں کو اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک بنایا۔ اور شرک میں مبتلا ہو کر دنیا میں گمراہ

ہو گئے۔ اور آخرت میں عذاب الٰہی میں مبتلا
ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی امت کو اس گمراہی سے بچائے۔
آمین یا الہ العالمین۔

اِس گمراہی کی بُو!

جس طرح پہلی قوموں نے اپنے اپنے پیغمبروں
کو اللہ تعالیٰ کی صفات حمیدہ میں شریک
بنایا۔ اور وہ گمراہ ہو گئے تھے۔ اسی طرح
مسلمانوں میں بھی بعض لوگ پائے جاتے
ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
اللہ تعالیٰ کی بعض صفات میں شامل کرنے
کے باعث صحیح راستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں
ان کی کتابوں میں اس قسم کے الفاظ پائے
جاتے ہیں:

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ
کے اس جہان میں نائب مطلق ہیں سارا
جہان حضور کے زیر حکومت و تصرف
ہے۔ جسے جو چاہیں دیں وغیرہ وغیرہ

حالانکہ قرآن مجید میں صاف اعلان ہے۔ کہ اس جہان میں سوائے اللہ تعالٰے کے اور کسی کا حکم نہیں چلتا۔

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ ۔ سورۃ الانعام رکوع ۷ — اللہ کے سوا اور کسی کا حکم نہیں ہے۔

اور یہ بھی قرآن مجید میں صاف طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ اس جہان میں جو اللہ تعالٰے چاہے وہی ہوتا ہے۔ اور کسی کے چاہنے۔ نہ چاہنے کا اس میں دخل نہیں ہے

کَذٰلِکَ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ۔ (سورۃ ال عمران رکوع ۴) — اللہ اسی طرح جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

دعا

برادرانِ اسلام۔ اللہ تعالٰے سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں بلکہ سب مسلمانوں کو توحید خالص کا نور عطا فرمائے اور اللہ جل شانہٗ کو ذات اور صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لاشریک لہٗ ماننے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالٰے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو تقسیم مراتب ہے

اسے ملحوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

ہمارے پنجاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتوں میں یہ شعر پڑھے جاتے ہیں۔

درود و سلام است بے انتہا ۔ کہ ظاہر بشر بود باطن خدا

شریعت کا جھگڑا ہے نہیں صاف کہدوں
خدا خود رسولِ خدا بن کے آیا

عرش پہ جو تھا مستوی ہو کر مدینہ میں اتر آیا مصطفےٰ ہو کر

غور کرو

برادرانِ اسلام غور کرو۔ عیسائیوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا بنا کر اللہ تعالےٰ کو ناراض کر لیا تھا۔ تو کیا ہمارے ان عقیدوں سے اللہ تعالےٰ راضی ہو سکتا ہے۔ کیا ہم پہ وہی فردِ جرم نہیں لگیگا۔ جو عیسائیوں پہ لگا تھا۔ یاد رکھو۔ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت اور تعریف سے کس ایماندار کو انکار ہو سکتا ہے۔ البتہ تعریف وہ ہونی چاہیئے۔ جو اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں بھی پسند آوے۔

ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان

آپ کو معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سید المرسلین خاتم النبیین علیہ السلام کے جد امجد ہیں۔ اور وہ بڑے درجے کے انبیاء علیہ السلام میں سے ہیں۔ اور وہ خلیل اللہ کے مبارک لقب سے ملقب ہیں۔ قرآن مجید میں جو ان کا بیان ہے وہ ملاحظہ فرمایئے پھر آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ اللہ جل شانہٗ اور انبیاء علیہم السلام کے درجہ میں کیا فرق ہے

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۙ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۙ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۙ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۙ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـــَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۭ	(اے میری قوم تمہارے معبود) سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا۔ اور وہ جو مجھے امید ہے کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ سورۃ الشعراء رکوع ۵

بخش دے گا۔ اے میرے رب مجھے کمال علم عطا فرما۔ اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر

ابراہیم علیہ السلام کے بیان کا حاصل

۱۔ اللہ تعالے پیغمبروں کو پیدا کرتا ہے۔
۲۔ اللہ تعالے پیغمبروں کی راہ نمائی کرتا ہے۔
۳۔ اللہ تعالے پیغمبروں کو کھانا دیتا ہے۔
۴۔ اللہ تعالے پیغمبروں کو پانی دیتا ہے۔
۵۔ اللہ تعالے پیغمبروں کو بیماری سے شفا دیتا ہے
۶۔ اللہ تعالے پیغمبروں کو اپنے حکم سے وفات دے گا۔
۷۔ اللہ تعالے پھر پیغمبروں کو زندہ کرے گا۔
۸۔ پیغمبر بھی اللہ تعالے سے اپنی لغزشوں کی معافی چاہتے ہیں۔
۹۔ پیغمبر بھی اللہ تعالے سے علم حاصل کرتے ہیں
۱۰۔ پیغمبر بھی اللہ تعالے سے دعا کرتے ہیں۔ کہ ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل فرمائے

برادران اسلام۔ آپ کو ابراہیم علیہ السلام

کا بیان سننے کے بعد اللہ جل شانہٗ اور انبیاء علیہ السلام کے مراتب میں جو فرق ہے وہ اچھی طرح سمجھ میں آگیا ہوگا۔ خدا تعالےٰ مجھے اور آپ کو حفظ مراتب کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

اولیاء کرام کو خدا بنانے کی بیماری

یہ بیماری آدم علیہ السلام کے زمانہ کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کے دور میں پیدا ہوئی تھی۔ قرآن مجید میں ہے۔

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّھُمْ	نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے رب بیشک
عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ	انہوں نے میرا کہنا نہ مانا۔ اور اس
یَزِدْہُ مَالُہٗ وَوَلَدُہٗٓ	کو مانا جس کو اس کے مال اور اولاد
اِلَّا خَسَارًا ۝ وَمَکَرُوْا	نے نقصان کے سوا کچھ بھی فائدہ
مَکْرًا کُبَّارًا ۝ وَقَالُوْا	نہ دیا (یعنی دنیا داروں کا کہا مانا)
لَا تَذَرُنَّ اٰلِھَتَکُمْ	اور انہوں نے بڑی زبردست چال
وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا	چلی۔ اور کہا۔ تم اپنے معبودوں کو ہرگز
وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ	نہ چھوڑو۔ اور نہ سواع اور یغوث اور یعوق
وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝	اور نسر کو چھوڑو (سورۃ نوح رکوع ۲)

مذکورہ بالا پانچوں اولیاءکرام تھے

جنہیں لوگوں نے خدا بنا لیا تھا۔

تفسیر خازن میں ہے۔ محمد بن کعب کہتے ہیں یہ اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کے نام ہیں۔ جو آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیانی زمانہ میں تھے۔ جب وہ مر گئے۔ تو انکے متبعین ان کی تابعداری کرتے رہے۔ اور انہی کی طرح عبادت کرتے رہے۔ پھر ان کے پاس شیطان آیا۔ اور کہا کہ اگر تم ان بزرگوں کی صورتیں بنالو تو تمہارے لئے خوشی ہو گی۔ اور ان کے دیکھنے سے تمہارے دل میں عبادت کا بڑا شوق پیدا ہو گا۔ شیطان کے کہنے سے انہوں نے ان کی صورتیں بنالیں۔ ان لوگوں کے گذر جانے کے بعد جو نسل پیدا ہوئی۔ ان سے شیطان نے یہ کہا۔ کہ تمہارے باپ دادا ان کی عبادت کیا کرتے تھے۔ بس بت پرستی کی ابتدا یہاں سے ہوئی۔

عبرت

جس طرح اسوقت کے لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑکر ان بزرگان دین کے مزارات کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ اور اپنی مرادیں انہیں کی قبروں سے جاکر مانگتے تھے۔ دیکھ لیجئے۔ آج ہم میں بھی بہت کثرت سے وہی صورت حال پائی جاتی ہے یا نہیں۔

بزرگی سے انکار نہیں

برادرانِ اسلام ۔ میں تو کہا کرتا ہوں۔ کہ اگر بزرگانِ دین ہماری راہ نمائی نہ کرتے۔ تو ہمیں ایمان کہاں سے نصیب ہوتا۔ اور اسلام کی نعمت کہاں سے ملتی ۔ انہیں اللہ والوں کا فیض ہے۔ کہ آج ہم میں ایمان کی جھلک پائی جاتی ہے اور اسلام کے نام لیوا ہیں ۔ اللہ تعالےٰ ہمارے ان بزرگوں اور اولیائے کرام کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے ۔ انہوں نے ہمیں دین سے روشناس کرایا ۔ اللہ تعالےٰ

کا دروازہ دکھایا۔ خدا کو راضی کرنے کا طریقہ سمجھایا
بزرگان دین نے ہمیں یہ تو نہیں فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ
کا دروازہ چھوڑ کر ہماری قبروں پر آکر سربسجود
ہو جاؤ۔ اور اپنی مرادیں بجائے اللہ تعالےٰ
کے ہم سے مانگا کرو۔

وما علینا الا البلاغ۔ اللھم اھدنا الصراط المستقیم۔

خطبۃ یوم الجمعۃ

۱۸ شعبان ۱۳۷۰ھ ۲۵ مئی ۱۹۵۱ء

باشندگان پاکستان کی ذمہ داری

قولہ تعالےٰ۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ سورۃ الصف رکوع ۱

اے ایمان والو وہ بات کیوں کہتے ہو۔ جو کرتے نہیں اللہ کے ہاں بہت غصہ کی بات ہے کہ وہ کہو جو کرتے نہیں۔

برادرانِ اسلام آپ کو یاد ہے کہ پشاور سے
لیکر کلکتہ اور کوئٹہ سے لیکر بمبئی تک یہ ملک انگریز
کے قبضہ میں تھا، جب اپنی مجبوریوں کی بناء پر انگریز
اس ملک سے دستبردار ہونے لگا تو صوبہ سرحد
صوبہ پنجاب۔ صوبہ سندھ اور بلوچستان نے اس
سے یہ مطالبہ کیا کہ ہمیں ملک کا ایک حصّہ علیحدہ کر
دیا جائے۔ تاکہ اس خطّۂ ملک میں ہم اپنی علیحدہ
اسلامی حکومت قائم کریں۔ علیحدگی کے وجوہ ہم
نے انگریز کے سامنے یہ پیش کئے تھے۔ کہ
ہندوؤں سے ہمارا مذہب جدا ہے۔ ہماری تہذیب
جدا ہے۔ ہمارا تمدن جدا ہے۔ وغیرہ وغیرہ اس لئے
ہمارا ملک بھی ہندوؤں سے جُدا ہونا چاہیئے۔
ملک کی علیحدگی کے مسئلہ پر ہم مسلمانوں نے
اتنا اِصرار کیا۔ اور اتنا زور دیا۔ کہ انگریز کو ہمارا
مطالبہ ماننا پڑا۔ اور ہمیں اللہ تعالےٰ کے فضل سے
ملک کے ایک حصّہ پر قبضہ مل گیا۔ جس کا نام
ہم نے پاکستان رکھا۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

ہمارا فرض

اِس کے بعد ہمارا فرض ہے کہ ہم بقول شخصے۔

"قول مردان جانے دارد" ۔ اس ملک میں اپنے مذہب اسلام ۔ اپنی تہذیب اسلامی ۔ اپنے تمدن اسلامی کو تازہ ۔ سربلند اور سرفراز کر دکھائیں ۔ تاکہ عنداللہ وعندالناس ہم بات کے سچے اور وعدہ کے پکے ہونے کا ثبوت دیں ۔ قرآن مجید میں بھی ہمیں اپنے وعدہ کے پورا کرنے کا سخت حکم دیا گیا ہے ۔ ارشاد ہے ۔

اُوْفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا ہ	عہد کو پورا کرو ۔ بیشک عہد کے متعلق (بارگاہ الٰہی میں) سوال کیا جائیگا (کہ اسے پورا کیا تھا یا نہ)
سورہ بنی اسرائیل رکوع ۴	

پاکستان کے ہر باشندے پر

اس عہد کا پورا کرنا اور اسے عمل میں لاکر دکھانا فرض ہے ۔ خواہ مرد ہو یا عورت ۔ امیر ہو یا غریب محکوم ہو یا حاکم ۔ جاہل ہو یا عالم ۔ زمیندار ہو یا دستکار غرضیکہ ہر ایک باشندۂ پاکستان کے ذمہ فرض ہے کہ وہ اپنے متعلقہ احکام اسلامی کو عملی جامہ پہنائے تاکہ ہر فرد پاکستان کے اسلامی رنگ میں رنگے

جانے کے باعث یہ ملک صحیح معنی میں پاکستان کہلائے۔ جس طرح کہا جاتا ہے۔

"قطرہ قطرہ بہم شود دریا"

اب میں چند چیزیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جن کے عمل میں لانے سے پاکستان صحیح معنی میں پاکستان بن جائیگا۔

پہلی چیز

شرک سے باز آئیں

چار قسم کے معبودوں سے دستبردار ہوجائیں

برادرانِ اسلام۔ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو محض اپنی عبادت یعنی پرستش کے لئے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اعلان ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ — اور میں نے جن اور انسان

إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ — کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کیلئے

مگر انسان کی تاریخ حیات جو قرآن مجید نے تبلائی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سوا چار قسم کے اور معبود بناتے رہے۔ اسی جرم کی بناء پر ان کی دنیا بھی برباد ہوئی۔ اور آخرۃ

میں بھی ناکام و نامراد رہیں گے۔ اور وہ معبودیہ ہیں۔ نفس پرستی۔ علمائےپرستی۔ پیرپرستی۔ حاکم پرستی جب ہم ان چاروں قسموں کی پرستش سے تائب ہوجائیں گے۔ اور شرک جیسی نجاست سے ہمارے دل پاک ہوجائیں گے۔ تب سمجھا جائے گا۔ کہ ہم سچا اور کھرا کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور یہ کہنا بجا ہوگا چونکہ اس ملک میں وہ لوگ بستے ہیں۔ جن کے دل بالکل پاک ہیں۔ اس لئے اسکا نام پاکستان ہے قرآن مجید میں ان چاروں قسم کے معبودوں کا ذکر ملاحظہ ہو۔

(۱)

نفس پرستی

فَإِن لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

سورۃ القصص رکوع ع ۵

پھر اگر تمہارا کہنا نہ مانیں تو جان لو کہ وہ صرف اپنی خواہشوں کے تابع ہیں۔ اور اس سے بڑھکر کون گمراہ ہوگا۔ جو اللہ کی ہدایت چھوڑکر اپنی خواہشوں پر چلتا ہو۔ بیشک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ط

سورۃ الجاثیہ رکوع ۳

بھلا آپ نے اس کو بھی دیکھا جو اپنی خواہش کا بندہ بن گیا۔ اور اللہ نے باوجود سمجھ کے اسے گمراہ کر دیا اور اس کے کان اور دل پہ مہر کر دی۔ اور اس کی آنکھوں پہ پردہ ڈال دیا۔ پھر اللہ کے بعد اسے کون ہدایت کر سکتا ہے۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔

اِن آیات کا نتیجہ

۱۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے نفس کو معبود بنا لیا۔ وہ سب سے بڑا گمراہ ہے۔

۲۔ وہ ظالم ہے۔

۳۔ ایسے شخص کے کانوں پہ (گمراہی کی) مہر لگ جاتی ہے

۴۔ ایسے شخص کے دل پہ (") مہر لگ جاتی ہے

۵۔ اس کی آنکھوں پہ (گمراہی) کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔ کہ وہ دیکھ ہی نہیں سکتا۔

۶۔ جب دروازہ الٰہی سے دھتکارا گیا۔ تو اب اسے اور کسی جگہ سے ہدایت مل ہی نہیں سکتی۔

دُعا

اے اللہ ہم پاکستانیوں کو نفس پرستی کے گناہ سے بچا۔ اور اس کے مہلک نتائج سے محفوظ فرما۔ اور اپنا خالص بندہ بننے کی توفیق عطا فرما آمین یا الٰہ العالمین۔

(۲) (۳)

علماء پرستی اور فقیر پرستی

قولہ تعالیٰ۔۔ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ط

سورۃ التوبہ رکوع ۵

انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے۔ اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی۔ حالانکہ انہیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔

اس آیت پر مولانا شبیر احمد عثمانی رحمتہ اللہ علیہ کا حاشیہ

اِن کے علماء و مشائخ جو کچھ اپنی طرف سے مسئلہ

بنا دیتے۔ خواہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہہ دیتے
اسی کو سند سمجھتے۔ کہ بس خدا کے ہاں ہم کو چھٹکارا
ہو گیا۔ کتب سماویہ سے کچھ سروکار نہ تھا۔ محض احبار
ورہبان (فقراء) کے احکام پر چلتے تھے۔ اور انکا
یہ حال تھا۔ کہ تھوڑا سا مال یا جاہی فائدہ دیکھا۔ اور
حکم شریعت کو بدل ڈالا۔ جیسا کہ دو تین آیتوں کے
بعد مذکور ہے۔ پس جو منصب خدا کا تھا (یعنی
حلال وحرام کی تشریع) وہ علماء اور مشائخ کو دیدیا
گیا تھا۔ اس لحاظ سے فرمایا کہ انہوں نے عالموں
اور درویشوں کو خدا ٹھہرا لیا۔ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے عدی بن حاتم کے اعتراض کا جواب
دیتے ہوئے۔ اسی طرح کی تشریح فرمائی۔ اور
حضرت حذیفہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔ ”حضرت
شاہ صاحب لکھتے ہیں“۔ عالم کا قول عوام کو سند ہے۔
جب تک وہ شرع سے سمجھ کر کہے۔ جب معلوم
ہو کہ خود اپنی طرف سے کہا۔ یا طمع وغیرہ سے کہا
پھر سند نہیں“

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ — اے ایمان والو بہت سے
كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَ — عالم اور فقیر لوگوں کا

اِنَّ کَثِیۡرًا مِّنَ الۡاَحۡبَارِ وَ الرُّهۡبَانِ لَیَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ	مال ناحق کھاتے ہیں - اور
النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ وَ یَصُدُّوۡنَ	اللہ کی راہ سے روکتے ہیں
عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ	(سورۃ التوبہ رکوع ۵)

اس آیت پر مولانا شبیر احمد صاحب مرحوم کا حاشیہ "یعنی روپیہ لے کر احکام شرعیہ اور اخبار الٰہیہ کو بدل ڈالتے ہیں۔ ادھر عوام الناس نے انہیں جیسے پہلے گذرا۔ خدائی کا مرتبہ دے رکھا ہے۔ جو کچھ غلط سلط کہدیں وہی ان کے نزدیک حجت ہے۔ اس طرح یہ علماء و مشائخ نذرانے وصول کرنے۔ ٹکے بٹورنے اور اپنی سیادت و ریاست قائم رکھنے کے لئے عوام کو مکرو فریب کے جال میں پھنسا کر راہ حق سے روکتے رہتے ہیں، کیونکہ اگر عوام ان کے جال سے نکل جائیں۔ اور دین حق اختیار کرلیں۔ تو ساری آمدنی بند ہو جائے۔ یہ حال مسلمانوں کو سنایا۔ تاکہ متنبہ ہو جائیں۔"

عبرت

برادران اسلام۔ سید المرسلین خاتم النبیین۔ رحمۃ للعالمین کا ارشاد ہے۔

لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ؛

(اے مسلمانو) تم پہلوں کے طریقوں کی بالشت کے ساتھ بالشت اور ہاتھ کے ساتھ ہاتھ کی ضرور تابعداری کرو گے؛

دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ آپ کی امت میں سے جو بہتر فرقے پہلوں یعنی یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پہ چلیں گے۔ وہ سب دوزخ میں جائیں گے۔ اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہر عالم اور ہر پیر کے پیچھے نہ لگنے پائیں۔ بلکہ فقط اس عالم کے سامنے زانوئے ادب تہ کریں جو ہمیں کتاب و سنت کی تعلیم دے۔ اور فقط اس پیر کو اپنا مقتدا بنائیں۔ جو کتاب و سنت کا پورا پابند ہو۔ اور ہمیں اس کی صحبت میں رہ کر شریعت کی پابندی کی توفیق ہو۔ اور اگر ہم شریعت کی خلاف ورزی کریں تو وہ فوراً ہم پہ گرفت کرے ورنہ جو صوفی شریعت کے مخالف ہو۔ وہ خواہ آسمان پہ اڑتا ہوا آئے۔ لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے۔ قبلۂ عالم کہلائے۔ مگر ہمیں اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گناہ ہے؛

اور اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اگر ہو جائے۔ تو توڑنا فرض عین ہے۔ وَمَا علینا الاّ البلاغ۔

(۴۷)

حاکم پرستی

قولہ تعالیٰ:۔ وَنَادٰی فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِہٖ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ج اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ ۵ وَلَا یَكَادُ یُبِیْنُ ۝ فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِیْنَ ۝ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا

اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہدیا۔ اے میری قوم۔ کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں۔ اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہ رہیں۔ پھر کیا تم نہیں دیکھتے کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں جو ذلیل ہے۔ اور صاف بات بھی نہیں کر سکتا۔ پھر اس کے لئے سونے کے کنگن کیوں نہیں اتارے گئے۔ یا اس کے ہمراہ فرشتے پرے باندھے ہوئے آتے۔ پس اس نے اپنی قوم کو احمق بنا دیا۔ پھر

مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۔	اس کے کہنے میں آ گئے کیونکہ وہ بدکار لوگ تھے۔ پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔
سورۃ الزخرف رکوع ۵	

حاصل

یہ نکلا۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اتباع تو نہ کیا۔ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ غضب الٰہی جوش میں آیا اور فرعون کو ساتھیوں سمیت بحرہ قلزم میں غرق کر دیا +

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنا مخلص بندہ بنائے اور چاروں قسم کے معبودوں کی پرستش سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

خطبۂ صدارت

احرار کانفرنس منعقدہ ۲۵، ۲۶ مئی ۱۹۵۱ء

الحمد للہ وحدہٗ لاشریک لہٗ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا خاتم الانبیاء محمد ن الذی لا نبی بعدہٗ الیٰ یوم الدین من غیر نکیر وعلیٰ آلہ الکرام وصحبہ البررۃ العظام وائمۃ الدین الفخام ھم السرج والاعلام

امابعد:۔ معزز حضرات۔ آج کا اجلاس ایک بہت بڑا تاریخی اجلاس ہے۔ آج ہم اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ اس لئے اس اجلاس کا عنوان **یوم تشکر** تجویز کیا گیا ہے۔ مرزا غلام احمد

قادیانی اپنے باطل دعاوی کی بناء پر باتفاق علمائے کرام مرتد دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ مرزا کے دعاوی باطلہ کی تصدیق کرنے والے اور مرزا کو اپنے دعوؤں میں سچا جاننے والے مرزائی بھی باجماع علماء اسلام دائرہ اسلام سے خارج مرتد اور کافر ہیں۔

اس مرتد فرقے کو اگرچہ علماء کرام ہر ایک میدان میں شکست دیتے رہے ہیں۔ کبھی انہیں شکست کی ذلت لاہور کے میدان میں نصیب ہوئی اور کبھی سیالکوٹ اور گوجرانوالہ کے میدان میں ہوئی۔ آج اس میدان میں مرزائیوں کی جس ذلیل ترین شکست اور اسلام کی عظیم الشان فتح کی خوشی میں اللہ تعالےٰ کا شکر ابجا لانے کے لئے جمع ہوئے ہیں وہ ایسی شکست ہے جو سارے صوبہ پنجاب میں ایک ہی وقت میں اس فرقہ باطلہ کو نصیب ہوئی ہے۔ معزز حضرات مجھے اس امر واقع کے اظہار میں ہرگز باک نہیں ہے کہ اس عظیم الشان فتح اسلام کا سہرا رہنمایان جمعیتہ احرار اور رضا کاران احرار

کے سر پر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے باندھا ہے۔ رضاکاران احرار کی مخلص۔ خدا پرست اور اسلام کی جان نثار جماعت کو اللہ تعالےٰ نے راہنما بھی بے نظیر عطا فرمائے ہیں۔ جو اپنی حق گوئی حق پرستی۔ حق کی حمایت کے لئے باطل کے مقابلہ میں سر دھڑ کی بازی لگانے میں شہرۂ آفاق ہیں۔ حق کی حمایت میں اگر باطل پرستوں نے ہتھکڑیاں پہنائیں اور جیل کی اندھیری کوٹھڑیوں میں بند کیا ان تمام مصائب کو ان مجاہدین نے خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

میں نے شیر دل مجاہد اعظم۔ امیر شریعت۔ حافظ سید۔ مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کے ساتھ جیل میں رہ کر دیکھا ہے۔ اتنا ہنستے ہیں۔ اور رفقائے جیل کو اتنا ہنساتے ہیں کہ ان کے سب غم غلط ہو جاتے ہیں۔ رضاکاران احرار کو میں مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں حضرت شاہ صاحب کے رفقائے کار ایک بہت بڑے جیّد عالم وسحر بیان اعلیٰ درجہ کے مدبر۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری۔ اور شیخ حسام الدین

صاحب جیسے جلیل القدر قائد اور حضرت صاحبزادہ فیض الحسن صاحب دام مجدہ جیسے مقتداء قوم عطا فرمائے ہیں۔ اور جمعیۃ احرار شکر کرے کہ حق گوئی۔ حق پرستی اور جرأت اور بے باکی میں مجاہد اعظم امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب کا شبیہہ اور مجسم نمونہ مولانا قاضی احسان احمد صاحب کو بنا کر ان میں شامل کر دیا ہے۔ تاکہ جب حضرت شاہ صاحب میدانِ کارزار سے دور ہوں تو قاضی موصوف کو باطل کے مقابلہ میں علم حق دیدیا جائے۔ اور جمعیت احرار بڑی ہی خوش نصیب ہے۔ جسے اللہ تعالےٰ نے ایک اعلیٰ درجہ کا مدبر میدان سیاست کا شاہسوار شطرنج سیاست کا بہترین کھلاڑی باطل پرستوں کی مکاریوں اور فریبکاریوں سے پورا آگاہ ماسٹر تاج الدین صاحب جیسا رہنما عطا فرمایا ہے۔ جمعیۃ احرار اسلام کی نگاہ دوررس نے انہیں خوبیوں کے باعث ماسٹر صاحب کو جمعیۃ احرار کی صدارت کا عہدہ جلیلہ عطا فرمایا ہے۔

معزز حضرات جمعیۃ احرار کے رہنماؤں اور خدا کاروں کے لئے جو کچھ میں نے عرض کیا ہے۔ اس میں تصنع

اور بناوٹ ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ میرے دل کے جذبات کا ایک مدھم سا خاکہ ہے۔ جو صفحہ قرطاس پہ لاکر آپ کے گوش گذار کیا ہے۔

مسلم لیگ کے حق میں احرار کا ایثار

ملک کے تقسیم ہونے سے پہلے پنجاب میں دو سیاسی جماعتیں تھیں۔ ایک مسلم لیگ اور دوسری احرار۔ دونوں جماعتوں کا مقصد اگرچہ ایک ہی تھا۔ مگر طریق کار میں اختلاف ضرور تھا ملک کے تقسیم ہو جانے کے بعد احرار نے سیاسیات میں مسلم لیگ ہی کے ہاتھ میں ملک کی باگ دیدی۔ اور ایثار کر کے سیاسی میدان میں کام لینے کے لئے احرار رضا کاروں کی جو تنظیم تھی اسے توڑ دیا۔ اور اسی دہلی دروازہ کے میدان میں ایک بہت بڑے اجلاس میں امیر شریعت مجاہد اعظم حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری نے اپنے رضا کاروں کو فرمایا تھا۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم سب سیاسی خدمات انجام دینے کے لئے مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ

احرار کا میدان عمل

اور فرمایا کہ جمعیت احرار اب فقط تبلیغی کام کرے گی۔ پاکستان میں تبلیغ کے سلسلہ میں سب سے بڑا اہم۔ اور سب سے زیادہ ضروری کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے دشمنوں سے مسلمانوں کو بچانا ہے۔ تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کے خونخوار بھیڑیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے متاع ایمان کو چیر پھاڑ نہ دیں۔ الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ۔ احرار کے سرفروشوں کی محنت۔ سعی اور دوڑ دھوپ کو اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے قبول فرمایا۔ اور اس باطل پرست فرقہ مرزائیہ کو سارے پنجاب میں شکست فاش ہوئی۔ جس کا اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں شکریہ ادا کرنے کے لئے جمعیتہ احرار نے بڑی دھوم دھام سے یوم تشکر منایا ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ اجلاس ہے۔ جس میں مسلمانوں کے دلوں میں سرور اور چہروں پر رونق اور تازگی کے آثار نمودار ہیں +

دُعا

اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں بصد عجز و نیاز دعا کرتا ہوں کہ جمعیت احرار کے رہنماؤں اور رضاکاروں کے ایمان میں بہت بڑی قوت۔ان کے بازوؤں میں بہت زیادہ زور عطا فرمائے۔ اور انہیں اپنی ماضی کی تاریخ کی طرح مستقبل میں بھی باطل کے مقابلہ میں سرفروشانہ اقدام کرنے کی ہمیشہ ہمیشہ توفیق عطا فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

برادرانِ اسلام ۔مرزا صاحب کا کافر ہونا فقط میری ہی رائے میں نہیں ہے۔ بلکہ پاکستان اور ہندوستان کے سب علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے باطل دعاوی کی بناء پر کافر ہے۔ مرزا صاحب کے جھوٹے دعوے ابھی آپ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں جن سے آپ خود اندازہ لگالیں گے کہ واقعی یہ شخص نبی کیا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان بلکہ

ایک شریف انسان کہلانے کا مستحق بھی نہیں ہے۔

مرزا صاحب کا اپنے خدا ہونیکا دعویٰ

معزز حاضرین۔ ایک طرف تو مرزا غلام احمد خدا کا رسول ہونے کا مدعی ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب دافع البلاء، صلا میں کہتا ہے "سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان ملو، اسول بھیجا"۔ اور دوسری طرف خود خدا ہونے کا مدعی ہے۔ کیا کبھی کسی نبی نے خدا ہونیکا دعویٰ بھی کیا ہے۔ اور کیا یہ دعویٰ نمرود۔ اور فرعون جیسا نہیں ہے۔ مرزا کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

"اور میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں۔ اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں"

(کتاب البریہ صفحہ ۷۸-۷۹۔ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴)

خدا کا باپ ہونیکا دعویٰ

مرزا کہتا ہے:۔

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ مَظْهَرِ الْحَقِّ وَالْعُلٰى كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ (استفتاء ص۸۵)

بیشک ہم تمہیں ایک ایسے لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس میں حق اور بلندی کا ظہور ہو گا۔ گویا کہ خدا آسمان سے اتر آیا ہے۔"

یعنی مرزا صاحب کے گھر ایسا بیٹا ہو گا۔ کہ وہ گویا کہ خدا ہی ہو گا۔ کیا جو شخص خدا تعالےٰ کے باپ ہونے کا دعویٰ کرے۔ وہ مسلمان رہ سکتا ہے؛ ہرگز نہیں۔ اور پھر لطف یہ کہ وہ ایسے۔ خرافات و اباطیل کہنے کے باوجود خدا کی طرف سے بھیجا ہوا پیغمبر بھی کہلائے۔ اور خدا کا باپ بھی بن دکھائے۔ کیا ایسے شخص کے بے ایمان ہونے میں کسی مسلمان کو شک ہو سکتا ہے۔

خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ (اخبار الحکم جلد ۴ مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء)

ترجمہ:۔ تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے۔

برادران اسلام کیا کسی نبی نے کبھی ابن اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ مرزا صاحب ایک طرف تو نبی بنتے ہیں۔ دوسری طرف خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا جو شخص اپنے آپ کو خدا تعالیٰ

کا بیٹا کہے وہ مسلمان ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے متعلق یہ فرمائیں:۔

إِنَّمَا أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ

میں تو فقط اللہ کا بندہ اور اسکا رسول ہوں

حضور علیہ السلام تو باوجود سید الانبیا ہونے کے عبدیت سے آگے قدم نہ بڑھائیں۔ اور قادیانی نبی یہ کہے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ کیا اللہ تعالےٰ کی عظمت کے مقابلہ میں یہ گستاخی نہیں ہے۔ اور کیا اس دعوئی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ توہین نہیں ہے۔ اور کیا اس قسم کے دعوے کرنے والے کو مسلمان کہا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

رسول اکرمؐ کی توہین کا ارتکاب

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر صفحہ ۱۴ جلد ۲ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

کیا ان شعروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے۔ جو شخص انگریزوں کے لئے

ظاہر و باطن وفادار فوج تیار کرنے والا ہو۔ اور جو شخص اپنے آپ کو گورنمنٹ برطانیہ کا خود ساختہ پودا کہے۔ اور جو شخص انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دے۔ وہ معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہلائے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو افضل سمجھے۔ کیا مسلمان اس سے کسی طرح بھی مطمئن ہو سکتے ہیں۔ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہیں ہے اور کیا سید الاولین والآخرین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرنے والا مسلمان رہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں

یادداشت :-

یہ اشعار اس نظم کے ہیں جو مرزا غلام احمد کے مرید اکمل آف گولیکے نے لکھی۔ اور مرزا غلام احمد کے روبرو مجمع عام میں پڑھی گئی۔ اور خوشخط لکھے ہوئے قطعہ کی صورت میں پیش کی گئی۔ اور مرزا صاحب اسے اپنے گھر لے گئے۔ اور اسوقت خود مرزا صاحب اور کسی دوسرے نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ حالانکہ مسٹر محمد علی امیر جماعت احمدیہ وَاَعْوَانُہُمْ وہیں موجود تھے۔

توہین نبوی کا دوسرا ارتکاب

مرزا کہتا ہے :-

اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا۔ مصداق ہے۔ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (اعجاز احمدی ص‍ ۷)

اس آیت میں نبوت تشریعی کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعوٰی ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے مصداق نہیں جو صریح کفر ہے۔ اس لحاظ سے بھی مرزا کے قادیانی مسلمان نہیں بلکہ کافر و مرتد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تردید و مخالفت

مرزا کہتا ہے۔

میرے اس دعوٰی کی بنیاد حدیث نہیں ہے، بلکہ قرآن اور وحی ہے۔ جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ

حدیثیں بھی پیش کر سکتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں۔ اور میری وحی کے معارض نہیں (اعجاز احمدی ۹ ص ۳۰-۳۱ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰)

برادران اسلام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث بسند صحیح بھی ثابت ہو جائیں اور وہ مرزائے قادیانی کی وحی کے معارض ہوں تو ان کے تسلیم کرنے سے انکار کرنا صریح کفر ہے۔ اور اسی بناء پر بھی مرزا کافر ہے

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر تھا۔ تین دادیاں اور نانیاں زناکار عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

توہین مسیح کا دوسرا ارتکاب

آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت

درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے۔ اور زناکاری کی کمائی کا عطر اس کے سر پر ملے۔ اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھ والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۷)

برادران اسلام کیا کوئی شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کر کے دائرہ اسلام میں رہ سکتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِذْنَا مِنْہُ وَجَمِیْعُ الْمُسْلِمِیْن آمین یا اِلٰہَ العالمین ○

مرزا کا اپنے کفر کے متعلق اقرار

گذشتہ حوالہ جات سے تو میں نے یہ ثابت کیا تھا کہ مرزا غلام احمد کافر اور خارج از اسلام ہے۔ اب خود مرزا غلام احمد کی زبانی یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اسلام سے خارج کافر۔ منافق۔ پاگل۔ مخبوط الحواس اور جھوٹا ہے ؁

مرزا خارج از اسلام اور کافر ہے

(۱) وَمَا كَانَ لِي أَنْ أَدَّعِيَ النُّبُوَّةَ وَأَخْرُجَ مِنَ الْإِسْلَامِ وَأَلْحَقَ بِقَوْمٍ كَافِرِينَ ۝

مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اور قوم کافرین سے مل جاؤں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعاء کروں۔

(حمامتہ البشریٰ طبع اول ص۷۹)

۲- ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔

(اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

نتیجہ

رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرنے کے باعث مرزا غلام احمد خارج از اسلام اور کافر ہے۔ مرزا اپنے فیصلہ کے مطابق منافق اور پاگل ہے۔

"ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے۔ یا منافق۔" (ست بچن ص۳۱)

نتیجہ

ابھی آپ نے گذشتہ سطور میں ملاحظہ فرمایا کہ مرزا صاحب نے کیسی دو متضاد باتیں کہہ کر اپنے آپکو خارج از اسلام کیا تھا۔ اور کچھ متضاد باتیں آگے آرہی ہیں۔ جو مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ہیں۔ ورنہ متضاد اور متناقص باتیں مرزا صاحب کی بہت سی ہیں۔ اور مرزا صاحب پاگل ہیں۔ یا منافق۔

مرزا کا اپنے ملعون ہونیکا اعلان

مرزا لکھتے ہیں۔

(۱) ان پر واضح ہو کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور کلمہ لا إلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں (تبلیغ رسالت جلد ۶ صـ۳۰۲)

۲۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلا صـ۱۱۔)

۳۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

نتیجہ

مرزا صاحب نبوت کا دعویٰ کر کے اپنے فیصلہ

کے مطابق ملعون ہو گئے۔

مرزا کے نزدیک یسوع اور مسیح ایک ہی شخص ہے

"گالیاں عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں دی گئیں۔ بلکہ یسوع کو
اور یسوع ایک ایسا شخص تھا کہ اس کو بھلا مانس
بھی نہیں قرار دے سکتے۔ چہ جائیکہ نبی"

حالانکہ مرزا صاحب خود توضیح مرام ص۳ میں
فرماتے ہیں کہ :۔

دوسرے مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی
کہتے ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس کشتی نوح ص۱۶ میں فرماتے
ہیں۔ کہ :۔

مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا
ہوں۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔

پھر اسی حاشیہ پہ نقل فرماتے ہیں۔

یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب
یسوع کے حقیقی بھائی اور بہنیں تھیں الخ

اسی طرح مرزا صاحب کی تصنیفات سے یہ
امر بخوبی ثابت ہے کہ یسوع اور عیسیٰ علیہ السلام

ایک شخص ہیں۔ اور پھر یسوع کے نام سے گالیاں دے کر یہ کہنا کہ گالیاں یسوع کو دی گئی ہیں۔ نہ عیسیٰ علیہ السلام کو بالکل غلط ہے +

آگے چل کر مرزا صاحب لکھتے ہیں +

"کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں" (ازالہ ص ۱۲۵)

اس عبارت میں قرآن شریف کی آئیت مبارکہ وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ کا بھی صاف انکار ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو صریح گالی اور توہین ہے +

لاہوری مرزائیوں کے ارتداد کی وجہ

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ لاہوری مرزائی مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے تو اوّل تو مرزا صاحب کی وہ عبارت جو آگے آتی ہے۔ کیا ان کو مرزا صاحب کی کتابوں سے نکال دیں گے یا ان کے معنی کچھ اور بنا دیں گے۔ اردو زبان ہے۔ مطلب صاف ہے۔ پھر انکار کے معنی کیا۔ جبکہ مرزا صاحب کو سچا مجدد ولی نبی مجازی۔ لغوی۔ بروزی۔ ظلّی

اپنا مقتدا پیشوا مانتے اور سلطان العلم صاحب عقل جانتے ہیں۔ معارف قرآنیہ کا دروازہ ان پر کھلا ہوا تھا۔
اگر مرزا صاحب نے دعوئ نبوت نہیں کیا (گو یہ غلط اور بالکل غلط ہے) اور تم بھی ان کو نبی نہیں مانتے۔ مگر مرزا صاحب نے عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں تو دی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مساوات بلکہ افضلیت کا دعویٰ تو کیا ہے۔ اور قطعیات قرآنی کا انکار تو کیا ہے۔ تو پھر کیا اب مرزا صاحب کافر اور مرتد نہ ہوں گے۔ ضرور ہوں گے اور ان کو جب تم کافر اور مرتد نہیں کہتے۔ تو خود کافر و مرتد ہو گے۔ لاہوری قادیانیوں میں سخت خطرناک فرقہ اور کفر کے ساتھ منافق بھی ہے۔ (منقول از اشد العذاب علی مسیلمۃ الفنجاب)
مصنفہ مولانا سید مرتضیٰ احسن صاحب

مرزا غلام احمد کے کفر کے وجوہ

کلیات کے طور پر مرزا صاحب کے کفر کے پانچ انواع ہیں۔

۱۔ توہین انبیا علیہم السلام۔

۲- انکار ختم نبوت۔
۳- دعوئ نبوت حقیقیہ شرعیہ۔
۴- انکار بعض ضروریات دین۔
۵- فسخ بعض احکام اسلامیہ

جو عقیدہ اور جو فعل نفیًا و اثباتًا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق قطع و یقین جس طرح سے ثابت ہوا ہے۔ اس کا اعتقاد اور یقین اور تسلیم و اقرار کرنا ہی ایمان ہے۔ غرض شریعت سے جو عقیدہ یا فعل جس حیثیت سے قطعی اور یقینی طور سے ثابت ہوا ہے۔ اسی طرح سے اس کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اور کسی امر قطعی الثبوت قطعی المراد کا انکار کرنا ہی کفر ہے۔ اگر کسی شخص نے شروع ہی سے تسلیم نہیں کیا تو وہ کافر ہے اور اگر تمام دین کو قبول کر کے پھر کل یا بعض قطعیات کا انکار کرنے سے کافر ہوا تو وہ مرتد بھی ہے بعض نے ارتداد کے لئے علاوہ قطعی اور یقینی ہونے کے یہ بھی شرط کیا ہے کہ وہ امر ضروریات دین سے بھی ہو۔ یعنی اسکا دین سے ہونا ہر خاص و عام جانتا ہو۔ غرض کسی ضروری دین

کا انکارِ قطعی باتفاق کفر اور ارتداد ہے۔ صرف
توحید و رسالت نبی کے انکار کرنے سے مسلمان
مرتد نہیں ہوتا۔ بلکہ جو ضروریات دین ہے۔ اس کے
انکار سے باتفاق امت مرتد اور کافر ہو جائیگا
توحید اور رسالت کا انکار بھی تو موجب ارتداد
اس لئے ہوا ہے کہ وہ ضروریات دین سے
ہے۔ تو پھر اس میں اور دوسرے ضروریات
دین میں کوئی فرق اسی وجہ سے نہیں ہو سکتا۔
جب ایمان اور اسلام کی حقیقت یقین اور تسلیم
اور اقرار ہے۔ تو جو شخص توحید اور رسالت
اور تمام ضروریات دین پہ ایمان لے آیا ہے۔
اور ان کو اس طرح تسلیم کرتا ہے جیسے وہ
ثابت ہوئے ہیں تو اب اگرچہ وہ فسق و فجور
میں مبتلا ہو۔ ضرور مومن ہے اور خاتمہ بالخیر ہوا
تو ضرور اس کو خدا چاہیے نجات حقیقی اور جنت
ملے گی۔ اور راحت ابدی کا مستحق ہوگا۔ بخلاف
اس بدنصیب کے کہ جو نماز و روزہ بھی ادا
کرتا ہے۔ اور تبلیغ اسلام میں ہندوستان ہی
میں نہیں تمام یورپ کی خاک بھی چھانتا ہو

بلکہ فرض کرو کہ اس کی سعی اور کوشش سے
تمام یورپ کو اللہ تعالےٰ حقیقی ایمان اور اسلام
بھی عطا فرمادے۔ مگر اس دعوئ ایمان و اسلام
اور سعی بلیغ اور کوشش و سعی کے ساتھ انبیاء
علیہم السلام کو گالیاں دیتا ہو۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا، بمعنی آخرالانبیا
نہ جانتا ہو۔ اللہ کو معاذاللہ جھوٹا جانتا ہو۔ جھوٹ
بولنا اس کی عادت بتاتا ہو۔ اللہ ایک حتمی اور قطعی
خبر دے کہ فلاں فلاں وقت یوں گا۔ اور وہ خبر
بھی ایسی ہو جو ایک نبی کے دعوئ نبوت کا
معجزہ ہو۔ معیار صداقت ہو۔ مگر پھر باوجود
لفظوں میں کچھ نہ ہونے کے کوئی شرط مضمر رکھ
لے۔ اور وعدہ خلافی کر کے نبی کو معاذاللہ رسوا
کرے۔ اور اس کی امت کو گمراہ کردے۔ اور
یہی خداوند عالم کی عادت مستمرہ بتائے۔ یا اور
ضروریات دین کا انکار کرے۔ وہ قطعاً یقیناً تمام
مسلمانوں کے نزدیک مرتد و کافر ہے۔ اگر مرزائیوں
کے نزدیک ایمان و اسلام کفر و ارتداد کی یہ حقیقت
نہیں تو وہ بیان فرمائیں کہ وہ کیا حقیقت ہے۔ مگر

مرزا صاحب کی تصانیف کو پیش نظر رکھیں۔ کیونکہ ابھی تو کوئی اور مجدد بھی نہیں آیا۔ جو ایمان و اسلام کفر و ارتداد کی حقیقت بھی نئی بنا دے:۔

قدنیو۔ تم تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر و مرتد اسی وجہ سے کہتے ہو کہ مرزا صاحب کو نہیں مانتے۔ پھر کہو مسلمان توحید و رسالت قرآن کے کس جزو کے منکر ہیں۔ چونکہ تمہارے نزدیک ایمان میں یہ بھی ضروری ہے کہ مرزا جی کو نبی تسلیم کرے۔ اس وجہ سے تم تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہو۔ تو پھر جب تمام دنیا کے سچے اور حقیقی مسلمان ایک جھوٹے نبی کو نہ ماننے کی وجہ سے تمہارے نزدیک کافر ہو گئے تو اب تم ہی بتاؤ کہ مرزا صاحب بوجہ توہین انبیاء علیہم السلام و انکار ختم نبوت و انکار قطعیات اسلامیہ و تحریف آیات قرآنیہ کافر و مرتد نہ ہوں گے۔ علمائے کرام نے تو مرزا صاحب کو نصوص قطعیہ کی بنا پر فقط کافر ہی قرار دیا تھا۔ لیکن مرزا صاحب نے خود ہی اپنی تکفیر پر چار چاند لگا دئے۔ کہ وہ خارج از اسلام۔ کافر اور منافق۔ پاگل اور ملعون

ہیں مخبوط الحواس اور جھوٹے ہیں۔

عرضداشت

یہ ہے کہ وہ قادیان کی ذات شریف جس کے سر پر قادیانی نبوت کا تاج رکھنا چاہتی ہے۔ اللھم احفظنا عن شرور ھم انشاء اللہ تعالےٰ اس مفصل بحث کو سننے کے بعد کسی مسلمان کو شک نہیں رہ سکتا۔ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر اور خارج از اسلام ہے۔ استغفر محروم القسمۃ جس کے لئے ختم اللہ علیٰ قلوبہم کی قطعی وعید نازل ہوچکی ہے۔ واعاذ باللہ من ذالک

مسئلہ ختم نبوت

اس صدی میں جسقدر فتنوں کی بارش ہوئی وہ محتاج بیان نہیں۔ لیکن وہ فتنہ عمیا ضرور قابل ذکر ہے۔ جس نے اسلام کا مار آستین بنکر اس کے فناہ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ مگر خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ نے اپنے ازلی وعدہ کی بنا پہ اس کی حفاظت کی۔

اور اپنے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشنگوئی کو پورا فرمادیا ہے کہ "یہ امت محمدیہ گمراہی پر جمع نہیں ہوگی"۔ اس فتنہ عمیا سے میری مراد فتنہ قادیان ہے۔ جس نے اسلام کا حلیہ بدل کر اس کی نصوص کی تحریف کی۔ اور شریعت کے قطعی احکام پر پانی پھیرنے کو اپنا اصول قرار دیا ہے۔ اسلام کے وہ روشن اور صاف وصریح احکام جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے تقریبًا ساڑھے تیرہ سو برس کے اندر ہر قرن اور ہر زمانہ میں لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کا اجتماعی عقیدہ رہ چکا ہے۔ چودھویں صدی ہجری میں پنجاب کے قصبہ قادیان میں ایک شخص پیدا ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید اور احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیّنات اور اُمت کے اجتماعی عقائد کو محض اپنے اوہام سے ٹھکرا دیتا ہے۔ شریعت کے ان قطعیات میں جو اس فتنہ کے تختہ مشق بنے۔ ایک مسئلہ ختم نبوت بھی ہے۔ یہ مسئلہ اگرچہ اسلام کی ان ضروریات میں سے ہے۔ جن کو خدا کی آخری کتاب (قرآن مجید)

نے دو چار مرتبہ نہیں۔ بلکہ تقریباً سو مرتبہ مختلف مقامات میں مختلف عبارات اور عنوانات سے اسقدر روشن کر دیا ہے۔ کہ کسی صاحب بصیرت انسان کو اس سے آنکھ چرانے کی مجال نہیں۔ پھر سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے ذہن نشین کرنے کا اسقدر اہتمام فرمایا کہ ڈیڑھ سو سے زیادہ احادیث میں مختلف عبارات اور مختلف انداز سے اس مسئلہ کا اعلان فرمایا۔ اور اس کی کوئی شق باقی نہیں چھوڑی جس کو بوضاحت بیان نہ کر دیا ہو۔ پھر امت محمدیہ کے قطعی اجماع نے اس کی قطعیت پر مہر لگا دی۔

ثبوت و اثبات ختم نبوت

اب آپ کے سامنے قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آثار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔ اقوال مفسرین کرام اور اجماع صحابہ کرام سے ختم نبوت کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

ختم نبوۃ فی القرآن

قولہ تعالےٰ :- مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ پارہ ۲۲ سورہ احزاب رکوع ۲

نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ۔ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

تفسیر قرآن کا صحیح معیار

اس آیت کی تفسیر کرنے سے پہلے قرآن مجید کی تفسیر کا صحیح معیار بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی یا اور کوئی ملحد اپنے الحاد و زندقہ کے ثبوت کے لئے غلط طریقہ پر تفسیر نہ کر سکے۔ اور نہ اپنے ملحدانہ خیالات کو قرآن مجید کی طرف منسوب کر سکے۔

تفسیر القرآن بالقرآن

(۱) سب سے مقدم اور قابل اعتماد وہ تفسیر ہے

جو قرآن مجید نے اپنی ایک آیت کے متعلق دوسرے مواقع میں بیان فرمائی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر ایک مسئلہ کو کسی جگہ کسی حکمت سے مجمل ارشاد فرمایا ہے۔ تو دوسری جگہ اس کی تفصیل کر دی گئی ہے"۔

"تفسیر القرآن بالحدیث"

(ب) دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تفسیر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بیان فرمائی ہو کیونکہ یہ کتاب مبین آپ پر نازل ہوئی ہے اور آپ کے مقاصد بعثت میں ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ آپ اس مقدس کتاب کی تعلیم دیں۔ اور اس میں جو امور مجمل ہیں۔ ان کو بیان فرمائیں۔ چنانچہ خود قرآن مجید کی آیات ذیل اس دعویٰ کے لئے شاہد ہیں۔

۱۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (آپ کو اس لئے بھیجا گیا ہے) کہ آپ قرآن مجید کی تعلیم دیں اور کام کی باتیں بتلائیں۔

۲۔ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا تاکہ آپ لوگوں کے لئے

نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ — بیان کر دیں وہ آیات جو ان کی طرف نازل کی گئی ہیں:

تفسیر القرآن بآثار صحابہ کرام

(ج) تیسرے درجہ میں صحابہ کرام کی تفسیر قابل اعتماد ہے۔ کیونکہ انہوں نے قرآن مجید کے نزول کا مشاہدہ کیا۔ انہی کے سامنے اور اکثر انہی کے واقعات پر قرآن مجید نازل ہوا۔ اور پھر انہوں نے تمام قرآن مجید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا اور سمجھا۔ اور ظاہر ہے کہ جب کوئی انسان علم دین یا علم دنیا کی کوئی کتاب کسی شخص سے پڑھتا ہے تو اس کے پڑھنے کی غرض صرف عبارت پڑھنا نہیں۔ بلکہ اس کے معانی کا سمجھنا اہم مقصود ہوتا ہے۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ جب استاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ جن کی بعثت کی غرض تعلیم کتاب ہے۔ اور شاگرد صحابہ کرام ہوں اور کتاب وہ اہم کتاب ہو۔ جس پر ان کے اور تمام امت کے دینی اور دنیوی مقاصد اور دارین کی فلاح موقوف ہو۔ پھر کیسے ہو

سکتا ہے کہ وہ آپ سے محض الفاظ قرآن پڑھنے پر اکتفا کرتے ہوں۔

علامہ سیوطی نے بحوالہ ابو عبدالرحمن رضؓ سلمیٰ حضرت عثمانؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے روایت کیا ہے۔

اِنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا تَعَلَّمُوْا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشَرَ اٰیَاتٍ لَمْ یَتَجَاوَزُوْھَا حَتّٰی یَعْلَمُوْا مَا فِیْھَا مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ قَالُوْا فَتَعَلَّمْنَا الْقُرْاٰنَ وَالْعِلْمَ وَالْعَمَلَ جَمِیْعًا۔ (تفسیر اتقان جلد ۲ صفحہ ۲۷)	یعنی صحابہ کرام جب نبی کریم سے دس آتیں پڑھتے تھے تو اسوقت تک آگے نہ بڑھتے تھے۔ جب تک ان کے تمام علمی اور عملی مطالب پوری طرح نہ معلوم کرلیں۔ صحابہ فرماتے ہیں۔ ہم نے قرآن مجید کو آپ سے سیکھا۔ اور اس کے علم و عمل وغیرہ سب کو معلوم کیا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ جیسے جلیل القدر صحابی کو صرف سورہ بقرہ کے پڑھنے میں آٹھ سال صرف ہوئے (رواہ مالک فی الموطا) خدا ہی جانتا ہے کہ انہوں نے آٹھ سال میں کیا کیا علوم و معارف اس صورت کے حاصل کئے ہوں گے۔ ورنہ

صرف حفظ کے لئے تو چند روز کافی تھے۔ اور پھر صحابہ جیسے ذہین اور ذکی شاگردوں کے لئے۔

تفسیر القرآن بالاعتماد علی اقوال التابعین رحمہم اللہ تعالے

(د) چوتھے درجہ تابعین رحمہم اللہ تعالے کے اقوال دربارہ تفسیر قابل وثوق سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ بہت سے تابعین نے پورا قرآن مجید صحابہ سے پڑھا۔ اور اس کے وہ علوم و معارف حاصل کئے جو صحابہ نے آنحضرت سے سیکھے تھے۔

تفسیر القرآن بالوثوق علیٰ اقوال آئمہ التفسیر رحمتہ اللہ تعالے

(ہ) پانچویں درجہ میں وہ تفسیر قابل عمل و اعتماد ہے جو ان آئمہ تفسیر نے تحریر فرمائی ہے۔ جن کی عمریں اسی میدان کی سیاحت میں ختم ہوئیں اور جنہوں نے تفسیر کے باب میں اصول سابقہ کو پیش نظر رکھ کر اقوال صحابہ و تابعین کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا۔ اور اس باب میں جو کچھ کیا۔ صحابہ و تابعین کے اقوال کی ترجمانی تھی۔ اور اسی لئے اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہیں کہ یہ پانچواں درجہ کوئی

مستقل درجہ نہیں۔ بلکہ تیسرے اور چوتھے درجہ میں داخل ہے۔

لہٰذا

اب کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ صحابہ وتابعین اور اسلاف امت رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین کی تفسیر کے خلاف کوئی نئی تفسیر ایجاد کرے ورنہ تو کسی آیت کا مطلب ان سب کے خلاف قرار دینا صاف طور پر یہ معنیٰ رکھتا ہے کہ العیاذ باللہ۔۔۔ ۔ ساڑھے تیرہ سو سال تک تمام امت نے قرآن کا مطلب غلط سمجھا۔ یہ ایک ایسی بات ہے۔ جس کا کوئی مسلمان جو قرآن مجید کو خدا تعالےٰ کی کتاب جانتا ہے قائل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا فتنہ ہے۔ جو اسلام کی بیخ و بنیاد کو ہلا دینے والا ہے۔

حاصل بحث

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آج جو شخص کسی آیت کی تفسیر معلوم کرنی چاہیے۔ اس کے لئے نہایت سہل اور سلامتی کا راستہ یہ ہے۔ کہ وہ سلف صالحین صحابہ اور تابعین کی تفسیر کو اپنا امام بنا کر ان کی

اختیار کردہ تفسیر کو قرآن کی مراد سمجھے۔ اس ضابطۂ تفسیر پر عمل کرنے سے قادیانی مذہب اس طرح نیست و نابود ہو جائے گا۔ جس طرح سیلاب کا پانی خس و خاشاک کو بہا لے جاتا ہے۔

تفسیر آیۃ خاتم النبیین

اب میں ختم نبوت کے ثبوت کے لئے پہلی لکھی گئی آیت کی تفسیر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے سے پہلے تمام عرب جن تباہ کن اور مضحکہ خیز رسومات میں مبتلا تھا۔ ان میں ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبنے (یعنی لے پالک بیٹے) کو تمام احکام و احوال میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے تھے۔ اسی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے۔ اور مرنے کے بعد شریک وراثت ہونے میں اور رشتہ ناطہ اور حلت و حرمت کے تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے۔ جس طرح نسبی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے۔ اسی طرح وہ لے پالک کی بیوی

سے بھی اس کے مرنے اور طلاق دینے کے بعد نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔ اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر و ضلالت کی بے ہودہ رسوم سے جہان کو پاک کر دے۔ اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کو جڑ سے اکھاڑنے کی فکر کرتا۔ چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے۔ ایک قولی اور دوسرا عملی۔ چنانچہ قولی اصلاح اس آیت کریمہ سے کی۔

قولی اصلاح

قولہ تعالٰے:۔ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ذَالِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاءِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

پارہ ۲۱
سورہ احزاب
رکوع ۱

اور اللہ تعالٰے نے نہیں بنایا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے۔ یہ بات تمہارے اپنے منہ کی ہے۔ اور اللہ تعالٰے ٹھیک بات کہتا ہے اور وہی راستہ سجھاتا ہے لے پالکوں کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔ اللہ تعالٰے کے ہاں یہی پورا انصاف ہے÷

عملی اصلاح

صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰے عنہم اس آیت کے
نازل ہوتے ہی اس رسم قدیم کو خیر باد کہہ چکے
تھے ۔ لیکن چونکہ کسی رائج شدہ رسم کے خلاف
عمل کرتے ہیں تو اعزہ و اقارب اور اپنی قوم وقبیلہ
کے ہزاروں لعن و تشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔
جس کا برداشت کرنا ہر شخص کے لئے آسان نہیں
اسی لئے اللہ تعالٰے نے چاہا کہ اس غلط عقیدے
کے بُت کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں عملاً توڑا جائے
چنانچہ جب حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰے
عنہ متبنیٰ نبی علیہ السلام نے اپنی بیوی زینب رضی اللہ
تعالٰے عنہا کو باہمی ناچاکی کی وجہ سے طلاق دیدی
تو اللہ تعالٰے نے اپنے رسول کو حکم فرمایا کہ آپ ان
سے نکاح کرلیں ۔ تاکہ یہ رسم اور عقیدہ کلیتہً نابود
ہو جائے ۔ چنانچہ ارشاد ہوا

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا	پس جب زید زینب کو طلاق
وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْلَا	دیکر فارغ ہو گئے ۔ تو ہم نے
یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ	ان کا نکاح آپ سے کر دیا

حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِھِمْ — تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی واقع نہ ہو۔

آپ نے بامر خداوندی نکاح کیا۔ ادھر جیساکہ پہلے ہی خیال تھا۔ تمام کفار عرب میں شور مچا کہ لو۔ اس نبی کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے۔

طعن وتشنیع کا جواب

ان لوگوں کے مطاعن اور اعتراضات کے جواب میں وہ آیت نازل ہوئی جو اسوقت ہمیں اپنے استدلال میں پیش کرنی ہے۔ یعنی

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ — کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن آپ اللہ کے رسول اور آخرالانبیا ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہ شبہ وارد ہو۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرزند تولد ہوئے تھے۔ یعنی حضرت

قاسم رض طیبؓ اور طاہر رض حضرت خدیجہؓ سے اور حضرت ابراہیم رض حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے۔ پھر یہ ارشاد کیسے صحیح ہوگا۔ کہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں تو اس کا جواب خود قرآن میں موجود ہے۔ کیونکہ اسمیں یہ فرمایا گیا ہے۔ کہ آپ کسی مرد کے باپ نہیں اور آپ کے چاروں صاحبزادے بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔ وہ رَجُلَ یعنی مرد بننے کی عمر تک پہنچے ہی نہیں تھے۔ لہذا ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ آیت میں رجالکم کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہے۔ بہر حال اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق کفار اور منافقین کے اعتراضات کا دفعیہ کرنا۔ اور آپ کی براۃ و عصمت کاملہ اور عظمت شان بیان فرمائی ہے۔ اور یہی آیت کا شان نزول ہے۔ باقی رہا (وَلٰکِن رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ) مگر آپ اللہ کے رسول اور آخر الانبیاء ہیں۔ سو اس کی تشریح درج ذیل ہے۔

لفظ خاتم کی تحقیق

اس لفظ کے بارہ میں آیت مذکورہ میں دو

قرأتیں روایت کی جاتی ہیں۔ یعنی جن لوگوں نے اس لفظ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ان میں سے بعض نے آپ کو "ت" کی زبر پڑھتے سنا ہے اور بعض نے "ت" کی زیر پڑھتے سنا۔ پھر امام المفسرین والمحدثین علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور مفسرین نے اپنی اپنی تفاسیر میں فرمایا ہے کہ دوسری قرأۃ خاتِم یعنی ت کی زیر کے ساتھ صرف دو قرّا امام حسنؒ اور امام عاصمؒ کی قرأت ہے۔ ان کے علاوہ تمام قرّاء کے نزدیک پہلی قرأۃ خاتَم یعنی "ت" کی زبر کے ساتھ مختار ہے۔ (تفسیر ابن جریر طبری جلد ۲۲ صفحہ ۱۱)

خاتم کے معنی میں اہل لغت کی شہادت

اگر قرآن و حدیث کی تصریحات اور صحابہؓ اور تابعینؒ کی تفاسیر اور آئمہ سلف کی شہادتوں سے بھی قطع نظر کر لی جائے۔ اور فیصلہ صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے۔ تب بھی لغت عرب یہ فیصلہ دیتی ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی قرأت پر دو معنی ہو سکتے ہیں۔ پہلا آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے

والے ۔ اور دوسری قراءۃ پر ایک معنی ہو سکتے ہیں ۔ یعنی آخر النبیین ۔ لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا خلاصہ ایک ہی نکلتا ہے اور بلحاظ مراد اور خلاصہ مطلب کہا جا سکتا ہے کہ دونوں قراتوں پر آیت کے معنی لغتاً یہی ہیں ۔ کہ آپ سب انبیاء علیہ السلام کے آخر ہیں ۔ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا ۔

مفردات القرآن کی توثیق و شہادت

یہ کتاب امام راغب اصفہانیؒ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی ۔ جس میں انہوں نے صرف قرآن مجید کے لغات کو نہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے ۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے تفسیر اتقان میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب آجتک تصنیف نہیں ہوئی ۔ آیت مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں ۔

وخاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تممھا بمجیئہ ۔

(مفردات راغب صفہ ۱۴۲)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین

اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو ختم کردیا ہے۔ یعنی آپ نے تشریف لاکر نبوت کو تمام فرمایا۔

"المحکم لابن السیدہ" کی توثیق وشہادت

المحکم لغت عرب کی وہ معتمد کتاب ہے۔ جس کو علامہ سیوطیؒ نے معتبرات میں شمار کیا ہے۔ کہ جن پر تفسیر قرآن کے بارہ میں اعتماد کیا جا سکے۔ اس میں لکھا ہے:۔ وخاتم کل شیئٍ وخاتمتہٗ عاقبتہٗ واٰخرہٗ (از لسان العرب) ترجمہ:۔ خاتم اور خاتمہ ہر شے کے انجام اور آخر کو کہا جاتا ہے۔

"التہذیب الازہری" کی توثیق وشہادت

اس کو بھی سیوطیؒ نے معتبرات لغت میں شمار کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ والخاتِم والخاتَم من اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی التنزیل العزیز ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہِ وخاتم النبیین اے اٰخرھم (لسان العرب)

ترجمہ:۔ اور خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں میں سے ہے۔ اور قرآن عزیز میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ آپ اللہ تعالےٰ کے رسول اور نبیوں میں آخری نبی ہیں۔

نتیجہ

برادرانِ اسلام آپ نے اندازہ کر لیا ہوگا کہ کتب لغت کی ورق گردانی سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخری ہی کے ہوتے ہیں۔ لہٰذا چونکہ آیتا مذکورہ میں خاتم کی اضافت جماعت نبیین کی طرف ہے۔ اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالےٰ اس تفسیر و تشریح کے فہم سے مسلمانوں کو ہر قسم کی فکری لغزش سے بچائے۔ اور مرزائیوں کو کفر سے نکلکر پھر اسلام میں آنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین۔

خاتم الانبیاء کے لئے قرآن کریم کی شہادت

عامۂ مفسرین مثل ابن جریرؒ طبری۔ اور ابن کثیر

سیوطی وغیرہم نے اپنی اپنی تفاسیر میں اس آیت کے متعلق حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی قرأۃ یہ نقل کی ہے :-

وَلٰکِنْ نَبِیًّا خَتَمَ النَّبِیّٖنَ

(لیکن آپ ایک ایسے نبی ہیں جس نے تمام نبیوں کو ختم کر دیا)

اس قرأت نے تو ان تمام تحریفات کی جڑ کاٹ دی ہے۔ جو لفظ خاتم کے متعلق مرزائیوں کی جانب سے کی جاتی ہیں۔ کیونکہ اسوقت آیت کے معنی صاف یہ ہوتے ہیں کہ آپ ایسے نبی ہیں جس نے تمام انبیاء علیہم السلام کو اپنی آمد سے ختم کر دیا ہے۔

۲- اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔ — ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی۔ (سورہ مائدہ رکوع ۵)

اس آیت میں صاف یہ بتلایا کہ دین اسلام اور نعمت نبوت و وحی وغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ہو چکی ہے۔ آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت اور گنجائش نہیں ہے۔

۳- قُلْ یَاَیُّھَا النَّاسُ — آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو

اِنِّی رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعَا نِ الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ ۹ سورہ اعراف رکوع ۲۰)	میں تم سب کی طرف اللہ تعالے کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ وہ اللہ جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے،
۴۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا (پ ۲۲ سورہ السبا رکوع ۳)	ہم نے آپ کو تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر ہی بھیجا ہے۔

اِن دونوں آیتوں میں صاف اعلان فرمایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے تمام انسانوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

رسالۃ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ ابدی ہے

اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا ان انسانوں سے صرف وہ انسان مراد ہیں جو آپ کے زمانہ مبارک میں تھے۔ یا آئندہ آنے والی نسلیں بھی ان میں شامل ہیں۔ پہلی صورت میں تو یہ لازم آتا ہے کہ آپ صرف صحابہ ہی کے رسول ہوں۔ اور آپ کی

رسالت و نبوت صرف صحابہ میں ختم ہو گئی ہو۔ اور یہ ایک گستاخانہ کلمہ ہے کہ کوئی مسلمان اس کو گوارہ نہیں کر سکتا۔ رہی دوسری صورت کہ تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں۔ یعنی حضرات صحابہ کے ساتھ بعد میں آنے والی نسلیں بھی مراد ہیں اور آیت میں لفظ جمیعًا اور کافۃً کے معنی یہ ہیں کہ آپ تمام دنیا کے موجودہ انسانوں اور پیدا ہونے والے سب انسانوں کے رسول ہیں۔ تو اس میں صاف ہمارا مدعیٰ ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب آپ کی رسالت قیامت تک تمام انسانوں کے لئے عام اور شامل ہے تو پھر کیا معاذاللہ آپ کی نبوت و رسالت میں کوئی نقصان تھا کہ وہ ان ہدایات کے لئے کافی نہ ہوگی اور کسی دوسرے نبی کو پنجاب میں جنم لینا پڑا۔ ان آیات کے علاوہ اور بھی قرآن مجید کی بہت سی تصریحات و اشارات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے۔ مگر مضمون کو مختصر کرنے کے خیال سے انہیں ذکر نہیں کیا گیا۔ قرآن مجید کی ان تمام آیات سے آپ حضرات سمجھ گئے ہوں گے۔

کہ سب اسی معنی کی تائید کرتی ہیں۔ جو "خاتم النبیین" کے مختلف تائیدات و توثیقات کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں۔

میری دعا ہے کہ حق تعالےٰ مرزائیوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوتِ کاذبہ کی پیروی سے ہٹا کر سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار نبوت صادقہ کے نیچے آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

خاتم النبیین کے بیان کردہ معنی کیلئے احادیث کی شہادت

خاتم النبیین کی وہ تفسیر جو ماقبل میں لغت عرب اور خود قرآن عزیز کی تائید و توثیق سے نقل کی جا چکی ہے۔ احادیث میں بھی ایک بہت بڑا دفتر اس تفسیر کا شاہد ہے۔ جس کے دیکھنے کے بعد ایک صحیح الفطرت کے لئے کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ بالا تفسیر کے علاوہ اور کوئی تفسیر خاتم النبیین کے لفظ کی نہیں ہو سکتی۔

۱۔ قولہٗ علیہ السلام لَا تَقُوْمُ قیامت اسوقت تک قائم

السَّاعَۃُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اِنَّهٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ۔	نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ بہت سے دجال اور جھوٹے نہ اٹھائے جائیں۔ جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔
(ابوداؤد ترمذی)	

اس حدیث شریف میں خود اس مقدس ذات نے کہ جس پر یہ قرآن نازل ہوا۔ جھگڑے کا قطعی فیصلہ کر دیا اور فرما دیا کہ مسلمانو خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا۔

۲۔ حضرت حذیفہؓ سے بھی یہی الفاظ مرفوعاً روایت کئے گئے ہیں۔

وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ	حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں یعنی
(اخرجہ احمد والطبرانی)	میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِیْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَاَحْسَنَهٗ	تحقیق میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے

وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ (بخاری و مسلم وغیرہما)

کسی شخص نے کوئی گھر بنایا ہو. اور اس کو آراستہ و پیراستہ کیا ہو. مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو. اور لوگ اس کے پاس سے چکر لگاتے اور خوش ہوتے ہوں اور کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی گئی (کہ تعمیر مکمل ہو جاتی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس وہ آخری اینٹ میں ہوں. اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔

نتیجہ

اے مسلمانی کا دعویٰ کرنے والو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرنے والو کیا اس جیسے کھلے کھلے بیانات کے بعد بھی تمہیں کوئی شک ہے۔ کہ اس آیت میں خاتم النبیین کے معنی صرف وہی نہیں جو میں نے عرض کئے ہیں۔ اور کیا آپ ان تمام نصوص و تصریحات میں کہیں غیر تشریعی یا ظلی اور بروزی نبی کا استثناء دیکھتے ہیں۔ خود وہ نبی مجتبیٰ جس پر یہ قرآن مجید نازل ہوا۔ نہایت صاف صاف مثالیں دیکر فرماتا ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں۔ یعنی تمام افراد انبیاء کے بعد میں مبعوث ہو نیوالا اور جس کے بعد نبوت کا مستحکم اور مزین محل بالکل مکمل ہو جاتا ہے۔

خاتم النبیین کے بیان کردہ معنی کیلئے آثار صحابہؓ کی شہادت

۱۔ ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اپنی عظیم الشان تفسیر میں حضرت قتادہؓ سے خاتم النبیین کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں۔

عن قتادہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اے آخرھم

تفسیر ابن جریر طبری جلد ۲۲ ص۱۱

حضرت قتادہ سے روایت ہے۔ کہ انہوں نے آیت کی تفسیر میں فرمایا اور لیکن آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں

برادران اسلام سے ایک ضروری اپیل

معزز حضرات۔ میری معروضات میں مندرجہ ذیل چیزیں نہایت ہی واضح ہو چکی ہیں۔ کہ

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے خدا بننے کا۔ ۲۔ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہونیکا۔ ۳۔ خدا تعالےٰ کا باپ ہونیکا مدعی ہے۔ اور۔ ۴۔ قرآن مجید کی جن آیتوں میں سید المرسلین خاتم النبیین کا ذکر خیر ہے ان آیات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے اپنے حق میں چسپاں کرنیکا بھی مدعی ہے۔ گویا کہ وہ آیتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات کے لئے نازل نہیں ہوئیں۔ بلکہ اس بے ایمان کے حق میں نازل ہوئیں۔ اس سے بڑھ کر یہ بے ایمان رسول اکرمؐ کی اور کیا توہین کر سکتا ہے ۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے اپنی شان کے بلند ہونیکا مدعی ہے۔ ۶۔ قرآن مجید کے اعلان کے

خلاف حضرت مریم علیہا السلام کی عصمت پر اس بے ایمان نے
حملہ کیا ہے کہ یوسف نجار کے نطفہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا
ہوئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاک خاندان کی اللہ تعالیٰ
تو تعریف فرمائیں اور مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تین
دادیاں اور نانیاں زناکار کسبی عورتیں تھیں۔

حضرات مرزا صاحب کے انہیں خرافات کی بناء پر علمائے
کرام نے باتفاق رائے اس کے کافر ہونیکا فیصلہ کیا ہوا ہے
اور جو مرزا غلام احمد کو نبی مانیں۔ یا مجدد مانیں انہیں بھی علمائے کرام نے
باتفاق رائے خارج از اسلام قرار دیا ہے۔

اگر آپ اپنے اصلی اور سچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے
اسلام کو ان درندوں سے محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔ تو میں آپ سے
اپیل کروں گا کہ مرزا غلام احمد کی امت کو مسلمانوں سے جدا
دوسری اقلیتوں کی طرح ایک اقلیت ہونیکا باتفاق رائے
اعلان کریں۔ مجھے امید واثق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی امت میری اس اپیل کو منظور فرمائے گی÷

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی
من یشاء الی صراط مستقیم